امیرِ معاویہ کا جنگِ صفین اور صلح امام حسن علیہ السلام میں کردار....

حدیثِ ثقلین جو ہم سابقہ مضمون میں صحیح سند سے پیش کر چکے ہیں.. اب اسکی مزید ایک سند کو پیش کیا جاتا ہے... اس حدیث میں رسول اللہ(ص) کے دو کلمات بہت توجہ طلب ہیں...

1..جس کا اللہ و رسول (ص) مولا ہیں اسکے علی علیہ السلام مولا ہیں..

2...تمھارے درمیان قرآن و اهلبیت چھوڑے جا رہا ہوں جسنے انہیں تھام لیا وہ گمراهی سے نجات پا گیا...

مکتبِ تشیع میں مولا اور اخذتم کا مطلب ہے کہ اهلبیت علیهم السلام مطاع ہیں...اور مکتبِ اهلسنت میں مولا و اخذتم کا مطلب ہے کہ اهلبیت محبوب ہیں..یعنی ایک کے نزدیک اس حدیث سے اهلبیت کی اطاعت فرض قرار پاتی ہے اور دوسرے کے نزدیک اس حدیث سے اهلبیت سے محبت فرض قرار پاتی ہے.....لیکن ان دونوں نظریات سے ایک بات تو ثابت ہو گئی جس پر امتِ مسلمہ کا اجماع ہے..کہ اهلبیت سے بغض نہیں رکھا جا سکتا اور اهلبیت کی شان میں تنقیص حرام ہے...کیونکہ مطاع و محبوب سے بغض و انہیں سب کرنا فرمانِ رسالتمآب(ص) سے بغاوت ہے..اور انہیں اذیت دینے کے مترادف ہے.اور اسکا حکم قرآن میں موجود ہے کہ جس نے اللہ و رسول اللہ(ص) کو اذیت دی تو اس پر لعنت ہے(سورہ الاحزاب) اور اهلبیت کو اذیت نبی اللہ(ص) کو اذیت دینا ہے((حدیثِ صحیح فی سلسلة الاحادیث الصحیحیہ)).....

بسم الله الرحمن الرحيم

تحقیقی، اِصلاحی اور علمی

مقالات

(جلد سوم)

تالیف

حافظ زبیر علی زئی

الکتاب انٹرنیشنل
جامعہ نگر، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

فضائلِ اہلِ بیت

امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''أخبرنا أبو عامر العقدي عن كثير بن زيد عن محمد بن عمر بن علي عن أبيه عن علي رضي الله عنه قال:
إنّ النبي ﷺ حضر الشجرة بخمّ، ثم خرج آخذًا بيد علي رضي الله عنه، قال: ((ألستم تشهدون أن الله تبارك و تعالىٰ ربّكم ؟)) قالوا: بلى .
قال ﷺ: ((ألستم تشهدون أن الله عزوجل و رسوله أولىٰ بكم من أنفسكم و أن الله تعالىٰ و رسوله أولياء كم ؟)) فقالوا: بلى. قال: ((فمن كان الله و رسوله مولاه فإن هذا مولاه . و قد تركت فيكم ما إن أخذتم به لن تضلوا : كتاب الله تعالىٰ ، سببه بيده و سببه بأيديكم . و أهل بيتي.))
(سیدنا) علی (بن ابی طالب) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی ﷺ (مقامِ) خُم میں ایک درخت کے پاس آئے پھر آپ علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر باہر تشریف لے آئے، فرمایا: کیا تم اس کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ تعالیٰ تمھارا رب ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں! گواہی دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ اور اس کا رسول تمھیں اپنی جانوں سے زیادہ پیارے ہیں اور تم اللہ اور اس کے رسول کو اپنے اولیاء سمجھتے ہو؟ تو لوگوں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: پس جس کا اللہ اور اس کا رسول مولیٰ ہیں تو یہ (علی رضی اللہ عنہ بھی) اس کے مولیٰ ہیں۔ اور میں تمھارے درمیان وہ (چیز) چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر تم نے اسے پکڑا تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے: اللہ تعالیٰ کی کتاب، جس کا ایک سرا اُس کے ہاتھ میں ہے اور ایک سرا تمھارے ہاتھوں میں ہے، اور میرے اہلِ بیت [کے بارے میں اللہ سے ڈرو]

(المطالب العالیہ ۳۹۰/۸ ح ۳۹۴۳ وقال ابن حجر: ''هذا إسناد صحيح و حديث غدير خم قد أخرجه النسائي ... '' مشکل الآثار للطحاوی ۱۳/۵ ح ۱۷۶۰، السنۃ لابن ابی عاصم: ۱۵۵۸، دوسرا نسخہ: ۱۶۰۲، وسندہ حسن)
اس حدیث کی سند حسن لذاتہ ہے۔

«رواه الطبراني في «الكبير» بإسناد حسن».

طريق ثالث عن زكريا بن حكيم الحبطي: حدثنا عطاء بن السائب عن أبي الطفيل عن أبي ذر مرفوعاً.

أخرجه أبو نعيم في «أخبار أصبهان» (٢ / ١٢٩)، وابن عدي (١٤٨ / ١)، وقال: «لا أعلم يرويه بهذا الإسناد غير زكريا، وهو في جملة الذين يُجمع حديثهم».

قلت: وبالجملة؛ **فالحديث بهذا الشاهد لا ينزل عن مرتبة الحسن**. والله أعلم.

٢٢٩٥ - (مَنْ آذى علياً فقدْ آذاني).

روي عن جمع من الصحابة:

الأول: عن **عمرو بن شاس**. رواه البخاري في «التاريخ» (٣ / ٢ / ٣٠٧)، والفسوي في «المعرفة» (١ / ٣٢٩ - ٣٣٠)، وأحمد (٣ / ٤٨٣)، وابن حبان (٢٢٠٢)، والحاكم (٣ / ١٢٢)، وصححه، ووافقه الذهبي (!)، وابن عساكر (١٢ / ١٠٩ / ٢) عن محمد بن إسحاق: حدثني أبان بن صالح: حدثني **الفضل بن معقل** عن عبد الله بن نيار الأسلمي عنه.

ثم روى ابن عساكر من طريق موسى بن عمير عن **عقيل بن نجدة** بن هبيرة عن عمرو بن شاس به.

قلت: في الطريق الأولى الفضل بن **معقل** - وهو ابن سنان الأشجعي - ذكره ابن أبي حاتم (٣ / ٢ / ٦٧) من رواية أبان هذا فقط، ولم يذكر فيه جرحاً ولا تعديلاً.

وفي الطريق الأخرى عقيل بن نجدة، لم أجد من ذكره. وموسى بن عمير، إن كان القرشي الأعمى فهو متروك، وإن كان التميمي العنبري فهو ثقة.

الثاني: عن سعد بن **أبي وقاص**، رواه الهيثم بن كليب في «المسند» (١٥ / ٢)، وأبو يعلى (رقم ٧٧٠)، والبزار (٢٥٦٢)، والقطيعي في زيادته على «فضائل الصحابة»

حدیث نبویؐ

جس نے علیؓ کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی

سلسلة الأحاديث الصحيحة الشيخ الألباني 2295



الوهاب العبدي، ثنا يعلى بن عبيد، ثنا إسماعيـ … خالد، عن قيس بن أبي حازم
قال: لما بلغت عائشة رضي الله عنها بعض د … ـها الكلاب فقالت: أي
ماء هذا؟ قالوا الحوأب قالت: ما أظنني إلا … ـدمي ويراك الناس
ويصلح الله ذات بينهم قالت: ما أ … ـقول: «كيف
بإحداكن إذ تنبحها كلاب الحوأ



٤٦١٤ / ٢١٢ - … ـن مسعود،
ثنا عبد الله بن موسـ … ـاني بن هانيء،
عن علي رضي … يا عم يا عم فأخذت
بيدها فناولتها … ـصنا فيها أنا وزيد وجعفر
فقلت: أنا أخذتها و … ـعفر ابنة عمي وخالتها عندي
فقال رسول الله ﷺ لجعفر … لزيد: «أنت أخونا ومولانا» وقال
لي: «أنت مني وأنا منك ادفعو … ـالة أم» فقلت ألا تزوجها يا رسول الله؟
قال: «إنها ابنة أخي من الرضاعة».

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه بهذه الألفاظ إنما اتفقا على حديث أبي
إسحاق عن البراء مختصراً. / ٣/١٢١

٤٦١٥ / ٢١٣ - أخبرنا أحمد بن كامل القاضي، ثنا محمد بن سعد العوفي، ثنا يحيى بن أبي بكير، ثنا إسرائيل، عن أبي إسحاق، عن أبي عبدالله الجدلي قال: دخلت على أم سلمة رضي الله عنها فقالت لي: أيسب رسول الله ﷺ فيكم فقلت معاذ الله أو سبحان الله أو كلمة نحوها فقالت: سمعت رسول الله ﷺ يقول: «من سب علياً فقد سبني».

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه وقد رواه بكير بن عثمان البجلي عن أبي إسحاق بزيادة ألفاظ.

٤٦١٦ / ٢١٤ - حدثنا أبو جعفر أحمد بن عبيد الحافظ بهمدان، ثنا أحمد بن موسى بن إسحاق التيمي، ثنا جندل بن والق، ثنا بكير بن عثمان البجلي قال: سمعت أبا

٤٦١٤ - قال في التلخيص: صحيح، واتفقا على حديث أبي إسحاق عن البراء.
٤٦١٥ - قال في التلخيص: صحيح.
٤٦١٦ - سكت عنه الذهبي في التلخيص.

امیرِ معاویہ کا بغضِ علی علیہ السلام....ہم نے سابقہ مضمون میں سنن نسائی و سنن الکبریٰ البہقہی سے روایت پیش کی ہے.کہ امیرِ معاویہ نے علی علیہ السلام کے بغض میں رسول اللہ(ص) کی سنت کو ترک کر دیا تھا... اور اس روایت کو ضیاء الدین المقدسی.و ابنِ خزیمہ.و امام حاکم و امام ذھبی نے صحیحین کی شرائط پر صحیح تسلیم کیا ہے..اور امام سفارینی و امام البانی و امام مفلح المقدسی و حافظ زبیر علی زئی و عبد القادر الارناؤط و احمد شاغف و احمد مجتبیٰ السلفی و محمد مصطفیٰ لاعظمی و عبد الملک بن عبد اللہ و محمود المصری نے صحیح تسلیم کیا ہے..اب ہم ایک مزید حوالہ پیش کرتے ہیں.کہ جو سنن نسائی عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی کے قلم کا نتیجہ ہے.اور شعیب الارناؤط کی صدارت ہے اس پر تحقیق حسن السلبی کی ہے. اور اس میں اس روایت کے حاشیہ میں امام السندی کا قول بھی درج ہے.یعنی ان چار حضرات کے نزدیک بھی یہ روایت صحیح ہے.....تو جس روایت پر اٹھارہ محدثین کا صحیح کا حکم موجود ہو اس پر اعتراض قبول نہیں ہے کیونکہ جمہور نے اسے صحیح تسلیم کیا ہے..اور سب اصولِ حدیث سے آشنا حضرات ہیں..اور قد آور شخصیات ہیں.....لہذا حضرت عبد اللہ بن عباس رض کے قول کیمطابق امیرِ معاویہ علی علیہ السلام سے بغض میں شدید قرار پائے.....اور سنن البہقی کی اسی سند سے مزید الفاظ ہیں کہ امیرِ معاویہ کا یہ فعل لعنت کا مستحق قرار پایا..اور لعنت بھیجنے والے عبد اللہ بن عباس رض ہیں..جنکے فضائل سے سب آشنا ہیں....

كتاب
السنن الكبرى

للإمام أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي

المتوفى سنة ٣٠٣ هـ

قدم له

الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

أشرف عليه

شعيب الأرنؤوط

حققه وخرج أحاديثه

حسن عبد المنعم شلبي

بمساعدة مكتب تحقيق التراث في مؤسسة الرسالة

الجزء الرابع

مؤسسة الرسالة

قلت لأنس، ونحنُ غادِيان من مِنًى إلى عرفاتٍ: ما كنتُم تصنعون في التلبية مع رسول الله ﷺ في هذا اليوم؟ قال: كان المُلبِّي يُلَبِّي، فلا يُنكَرُ عليه، ويُكبِّرُ المُكبِّرُ، فلا يُنكَرُ عليه[1].

[المجتبى: ٥/٢٥٠، التحفة: ١٤٥٢].

١٩٠- التلبيةُ في المسير إلى عَرَفَةَ

٣٩٧٨- أخبرنا إسحاقُ بنُ إبراهيمَ، قال: أخبرنا عبدُ الله بنُ رَجاء، قال: حدثنا موسى بنُ عُقبةَ، عن محمد بن أبي بكر، قال:

قلتُ لأنس غداةَ عَرَفَةَ: ما تقولُ في التلبية في هذا اليوم؟ قال: سِرتُ هذا المسيرَ مع رسول الله ﷺ وأصحابِهِ، فكان منهم المُهِلُّ، ومنهم المُكبِّرُ، فلا يُنكِرُ منهم أحدٌ على صاحبه[2].

[المجتبى: ٥/٢٥١، التحفة: ١٤٥٢].

١٩١- التلبيةُ بعَرَفَةَ

٣٩٧٩- أخبرنا أحمدُ بنُ عثمانَ بن حكيم الأَوديُّ الكوفيُّ، عن خالد بن مَخْلَد، قال: حدثنا عليُّ بنُ صالح، عن مَيْسرةَ بن حبيب، عن المِنهال بن عَمرو، عن سعيد بن جُبَير، قال:

كنا مع ابنِ عبَّاس بعرفاتٍ، فقال: ما لي لا أَسمَعُ الناسَ يُلَبُّون؟! فقلتُ: يخافون من معاويةَ. فخرج ابنُ عبَّاس من فُسطاطِهِ، فقال: لَبَّيكَ اللهُمَّ لَبَّيكَ لَبَّيك، فإنهم قد تركوا السُّنَّة من بُغْضِ عليٍّ[3].

[المجتبى: ٥/٢٥٣، التحفة: ٥٦٣٠].

---

(١) أخرجه البخاري (٩٧٠) و(١٦٥٩)، ومسلم (١٢٨٥)(٢٧٤) و(٢٧٥)، وابن ماجه (٣٠٠٨). وسيأتي بعده.

وهو في «المسند» أحمد (١٢٠٦٩).

(٢) سلف تخريجه في الذي قبله.

(٣) أخرجه ابن خزيمة (٢٨٣٠).

وقوله: «من فسطاطه»، قال السندي: هو بالضم والكسر: ضرب من الأبنية في السفر دون السُّرادق.

امیرِ معاویہ کا علی علیہ السلام کیلیئے ناذیبا کلمات .... ہم نے سابقہ مضمون میں صحیح المسلم کی حدیث مع تبصرہ امام ابنِ تیمیہ فی المنہاج السنہ پیش کیا کہ امیرِ معاویہ نے سعد بن ابی وقاص رض کو علی علیہ السلام کو برا بھلا.کہنے کا حکم دیا..اب ہم ایک روایت پیش کرتے ہیں.کہ جسمیں وضاحت ہے کہ امیرِ معاویہ نے علی علیہ السلام کیلیئے نازیبا کلمات استعمال کیئے تو سعد بن ابی وقاص رض کو غصہ آ گیا...حافظ زبیر علی زئی نے اس کے حاشیہ میں لکھا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اسکا شاھد صحیح مسلم میں موجود ہے.لیکن اس روایت میں ابنِ سابط کا سعد بن ابی وقاص سے سماع ثابت نہیں.اور یہ ابنِ معین کا قول ہے جسمیں انھوں نے فرمایا کہ ابنِ سابط نے سعد بن ابی وقاص رض اور ابی امامہ و جابر رض سے سماع نہیں کیا ہے..لیکن ابنِ حجر عسقلانی نے ابنِ سابط کے ذیل انکی مرویات اصحاب سے نقل کر کے صیغہ تمریض ...قیل...لکھکر فرمایا کہ انکی ملاقات اصحاب سے ثابت نہیں..اور صیغہ تمریض کا مطلب قول کی کمزوری پر دلالت کرتا ہے.پھر محدث العصر امام البانی نے ایک حدیث ابنِ سابط عن جابر رض لکھکر ابنِ معین کا قول نقل کیا اور اسکا رد کیا اور فرمایا کہ ابنِ ابی حاتم نے وضاحت فرمائی کہ ابنِ سابط کا سماع حضرت جابر رض سے ثابت ہے. گویا ابنِ معین کے قول کی کمزوری عیاں ہو گئی..پھر مزید ہم محدث العصر علامہ اسحاق الحوینی کی تحقیق دیکھتے ہیں کہ انھوں نے خصائص امام علیہ السلام للنسائی کی تحقیق میں ابنِ سابط عن سعد بن ابی وقاص کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے..اسی طرح عامر حسن صابری صاحب نے بھی تحقیق

میں ابنِ سابط عن سعد بن ابی وقاص کی روایت پر لکھا ہے.کہ اسکی سند صحیح ہے......یوسف المزی صاحبِ تہذیب الکمال نے اپنی کتاب تحفۃ الاشراف میں اسی سنن ابنِ ماجہ کی روایت کو نقل فرمایا پھر اسی کتاب کی ذیادت میں ابنِ حجر عسقلانی نے کتاب النکت لکھی اور اس روایت کی سند پر کوئی مناقشہ نہیں کیا..اور کتاب کے محقق عبد الصمد شرف الدین نے بھی کوئی جرح نہیں کی....اور الاحادیث المختارا للمقدسی کہ جس میں وہ احادیث نقل کی گئی ہیں جو صحیحین کی احادیث کیطرح صحیح ہیں لیکن ان کتابوں میں نقل نہیں ہوئیں.اس کتاب اسی حدیث کو نقل کیا گیا ہے.اور اسکے حاشیہ پر محقق نے بھی اسے صحیح تسلیم کیا ہے.....ابنِ ماجہ کی اسی روایت کو شعیب الارناؤط و بشار الاعواد و امام البانی و فواد عبد الباقی و امام ابنِ کثیر نے صحیح قرار دیا..بیت الافکار الدولیہ و مجلس علمی دارالدعوۃ نے ابنِ ماجہ شائع کی اور اسی روایت کو صحیح قرار دیا...اور امام السندی نے بھی اس روایت کو صحیح تسلیم کر کے حاشیہ رقم فرمایا.....اور پھر بھی کوئی ضد کرے تو ہم ابی عبد اللہ العدوی کی کتاب کا زکر کرتے ہیں جنھوں نے صحیح احادیث جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے وہ اسی سنن ابنِ ماجہ کی روایت کو لکھکر شواھد کی بنا پر صحیح قرار دیتے ہیں...اور آخر میں مزید دو حوالہ اس حدیث کے صحیح ہونے پر مذکور ہیں.کہ جس نے علی علیہ السلام کو سب کیا اسنے نبی(ص) کو سب کیا.. اس حدیث کے صحیح ہونے پر ہم امام حاکم و امام ذھبی و شعیب الارناؤط و احمد الزین و امام ھیثمی کا حوالہ سابقہ مضمون میں درج کر چکے ہیں.

سُنن ابنِ ماجہ (اردو) (مترجم)

جلد اول

کتاب السنة - أبواب المساجد والجماعات

أحادیث: 01 - 802

امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ

ترجمہ و فوائد: مولانا عطاء اللہ ساجد

تحقیق و تخریج: حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی

دار السلام

١٢١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ سَابِطٍ، وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سَعْدِ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: قَدِمَ مُعَاوِيَةُ فِي بَعْضِ حَجَّاتِهِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ سَعْدٌ، فَذَكَرُوا عَلِيًّا، فَنَالَ مِنْهُ. فَغَضِبَ سَعْدٌ، وَقَالَ: تَقُولُ هٰذَا لِرَجُلٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كُنْتُ مَوْلاَهُ فَعَلِيٌّ مَوْلاَهُ». وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ

۱۲۱-حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ایک بار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حج کے لیے تشریف لائے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ ان کے پاس (ملاقات کے لیے) گئے۔ (اثنائے گفتگو میں) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ چھڑ گیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق کچھ تنقیدی الفاظ کہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور فرمایا: آپ ایسے شخص کے بارے میں یہ بات کہہ رہے ہیں جس کے متعلق میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''جس کا مولیٰ میں ہوں، علی رضی اللہ عنہ بھی اس کا مولیٰ

١٢٠ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الحاكم: ٣/ ١١١، ١١٢، وتعقبه الذهبي، والحديث في الخصائص للنسائي * عباد بن عبدالله ضعيف (تقريب).

١٢١ـ [صحيح] * ابن سابط لم يسمع من سعد رضي الله عنه كما قال ابن معين، وللحديث شواهد عند مسلم وغيره.

مِنْ مُوسٰى إِلَّا أَنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي». وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «لأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ الْيَوْمَ رَجُلاً يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ»؟.

(دوست) ہے۔'' اور میں نے آپ ﷺ سے سنا کہ آپ نے (علی رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: ''تیرا مجھ سے وہی تعلق ہے جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام سے تھا، البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' اور میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا: ''آج میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔ (اور وہ جھنڈا علی رضی اللہ عنہ کو ملا۔)''

تهذيب التهذيب

تصنيف

الحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر شهاب الدين العسقلاني الشافعي

وُلد سنة ٧٧٣ هـ - توفي سنة ٨٥٢ هـ

باعتناء

إبراهيم الزيبق — عادل مرشد

مكتب تحقيق التراث في مؤسسة الرسالة

الجزء الثاني

مؤسسة الرسالة

وقال محمد بن عبدالعزيز الزُّهريُّ: وُلِد وهو ألطف مَنْ وُلِد فأخذه جَدُّه أبو أُمِّه أبو لبابة في ليفةٍ فجاء به النَّبيَّ صلَّى الله عليه وآله وسلم فحنَّكه، ومَسَح على رأسه، ودعا له بالبَرَكة. قال: فما رُئي عبدالرحمن بن زَيْد مع قوم في صفٍ إلا بَرَعهم طولاً.

وقال خليفة: وَلَّاه يزيد بن معاوية مكة سنة ثلاث وستين.

قال البُخاريُّ: مات قبل ابن عمر.

وقال ابنُ سعد: مات النَّبيُّ صلَّى الله عليه وآله وسلم وله ست سنين، ومات في زَمَن ابن الزُّبير.

روى له النَّسائيُّ حديثاً واحداً في الصَّوم.

قلت: وقال ابنُ حِبَّان في الصحابة: وُلِد سَنَة هاجَر النَّبيُّ صلَّى الله عليه وآله وسلم إلى المدينة.

وقال العَسْكريُّ: لم يَرْوِ عن النَّبيِّ صلَّى الله عليه وآله وسلم شيئاً.

عبدالرحمن بن أبي زَيْد، هو ابن البَيْلَمانيِّ. تقدَّم.

م د ت سي ق - عبدالرَّحمن بن سَابط، ويقال: عبدالرحمن بن عبدالله بن سابط، ويقال: عبدالرَّحمن بن عبدالله بن عبدالرَّحمن بن سابط بن أبي حُمَيْضة بن عَمرو بن أُهيب بن حُذافة بن جُمح الجُمَحيُّ المكيُّ.

تابعيٌّ أرسل عن النَّبيِّ صلَّى الله عليه وآله وسلم.

وروى عن: عمر، وسعد بن أبي وقاص، والعَبَّاس بن عبدالمطلب، وعَبَّاس بن أبي رَبيعة، ومُعاذ بن جَبَل، وأبي ثَعْلبة الخُشَنيِّ، وقيل: لم يُدْرك واحداً منهم، وعن أبيه، وله صحبة، وجابر، وأبي أُمامة، وابن عبَّاس، وعائشة، وعَمرو بن مَيْمون الأَوْديِّ، وحَفْصة بنت عبدالرحمن بن أبي بكر وغيرهم.

وعنه: ابنُ جُريج، ولَيث بن أبي سُلَيم، وفِطْر بن خليفة، ويزيد بن أبي زياد، وابن خُثَيم، وحَنْظلة بن أبي سُفيان الجُمحيُّ، وعَلقمة بن مَرْثد، وعبدالملك بن مَيْسرة الزَّرّاد.

وقال ابن أبي خيثمة عن يحيى بن معين، وأبو زُرعة، والعِجْلي، ويعقوب بن سفيان، والنسائي، والدارقطني: ثقةٌ.

قيل ليحيى بن مَعين: سمع عبدالرحمن من سَعْد بن أبي وقاص؟ قال: لا، قيل: من أبي أُمامة؟ قال: لا. قيل: مِنْ جابر؟ قال: لا، هو مُرْسل.

وذكره الهَيْثم عن عبدالله بن عَيَّاش في الفُقَهاء من أصحاب ابن عبَّاس.

قال الواقدي، وغيرُ واحد: مات سنة ثماني عشرة ومئة.

وقال ابنُ سعد: أجمعوا على ذلك، وكان ثقةً كثيرَ الحديث.

له في «صحيح مُسلم» حديثٌ واحد في: «الفِتَن».

قلت: وقال ابنُ أبي خَيْثمة: سمعتُ ابنَ مَعين يقول: عبدالرحمن بن عبدالله بن سَابط، ومَنْ قال: عبدالرحمن بن سابط فقد أخطأ.

وكذا ذكره البُخاريُّ، وأبو حاتم، وابنُ حِبَّان في «الثِّقات»، وغيرُ واحد كُلُّهم في عبدالرحمن بن عبدالله. وقال العِجْليُّ: تابعي ثقة.

ق - عبدالرحمن بن سالم بن عُتْبة، ويقال: ابن عبدالله، ويقال: ابن عبدالرحمن بن عُويم بن ساعدة الأنصاريُّ المَدَنيُّ.

روى عن: أبيه، عن جَدِّه، عن النَّبيِّ صلَّى الله عليه وآله وسلم.

وعنه: محمد بن طَلْحة بن الطَّويل التَّيْميُّ.

له عنده حديث في ترجمة أبيه.

قلت: قال البُخاريُّ: لم يَصِحّ حديثه.

وجَزم ابن شاهين بأنه عبدالرحمن بن سالم بن عبدالرحمن بن عُتْبة بن عُويم بن ساعدة، وصار الحديثُ بمقتضى ذلك من مسند عُتبة بن عُويم بن ساعدة، إذْ ليس لعبدالرحمن بن عُتْبة صحبة قطعاً.

ق - عبدالرحمن بن السَّائب بن أبي نَهِيك المَخْزوميُّ، ويقال: اسمُه عبدالله.

روى عن: سعد، وعائشة.

سلسلة

الأحاديث الصحيحة

وشيء من فقهها وفوائدها

تأليف

محمد ناصر الدين الألباني

رحمه الله

المجلد السابع

القسم الأول

٣٠٠٠ - ٣٢٢١

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع

لصاحبها سعد بن عبد الرحمن الراشد

الرياض

ابنِ معین کے قول کی رد...

قلت : وهذا إسناد ضعيف ، رجاله ثقات رجال مسلم ؛ لكنْ فيه علتان :

الأولى : الانقطاع بين **عبدالرحمن بن سابط** وجابر ؛ فقد سئل ابن معين : سمع عبدالرحمن من جابر؟ قال : «لا ، هو مرسل» .

الثانية : جهالة حال **الربيع بن سعد الجعفي** ؛ قال الذهبي :

«لا يكاد يعرف» ؛ وساق له هذا الحديث من الطريق المذكورة .

وأما ابن حبان ؛ فذكره في «الثقات» على قاعدته ! وهو عمدة قول الهيثمي في «مجمعه» (١٨٧/١٠) :

«رواه أبو يعلى ، ورجاله رجال «الصحيح» ؛ غير الربيع بن سعد ؛ وقيل : ابن سعيد ، وهو ثقة» !

وقد صح الحديث في حق عبدالله بن سلام في قصة رواها مسلم (١٦١/٧) ، وابن ماجه (٤٥٤/٢ ـ ٤٥٥) من حديث عبدالله بن سلام نفسه .

ثم ترجح عندي ثبوت الحديث ـ والحمد لله ـ باندفاع العلتين المذكورتين :

أما الأولى : فقد وجدت سماع عبدالرحمن بن سابط في حديث آخر ، تقدم تخريجه برقم (٢٩٢٦) ، وانضم إلى ذلك شهادة ابن أبي حاتم باتصاله بقوله في ترجمة ابن سابط :

«روى عن عمر مرسل ، وعن جابر متصل» .

وكذلك أثبته الحافظ في «الإصابة»

وأما الأخرى ؛ فبقول أبي حاتم في الربيع بن سعد :

«لا بأس به» .

تهذيب
خصائص الإمام علي رضي الله عنه

للإمام الحافظ الحجة أبي عبد الرحمن
أحمد بن شعيب المعروف بالنسائي

حققه وخرجه
أبو إسحق الحويني الأثري حجازي بن محمد بن شريف

دار الكتب العلمية
بيروت — لبنان

حديث 10..ابنِ سابط عن سعد بن ابى وقاص..حديث الصحيح..

(١٠) أخبرنا حرمي بن يونس بن محمد الطرسوسي قال : أخبرنا أبو غسان قال : أخبرنا عبد السلام ، عن موسى الصغير ، عن عبد الرحمن ابن سابط ، عن سعد قال : كنت جالساً فتنقّصوا عليّ بن أبي طالب رضي الله عنه ، فقلت : لقد سمعت رسول الله ﷺ يقول في عليٍّ ثلاث خصالٍ : لأن يكون لي واحدة منهن أحبُّ إليَّ من حمر النعم .

سمعته يقول : إنه مني بمنزلة هارون من موسى ، إلا أنه لا نبيّ بعدي ، وسمعته يقول : لأعطين الراية غداً رجلاً يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله ، وسمعته يقول : من كنتُ مولاه فعليّ مولاه .

(١١) أخبرنا زكريا بن يحيى السجستاني قال : أخبرنا نصر بن علي قال : حدثنا عبد الله بن داود ، عن عبد الواحد بن أيمن ، عن أبيه أن سعداً قال : قال رسول الله ﷺ : « لأدفعنّ الراية إلى رجل يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله ، ويفتح الله بيده » . فاستشرف لها أصحابه فدفعها إلى عليّ .

---

(١٠) اسناده صحيح .

أبو غسان هو مالك بن اسماعيل بن درهم ثقة متقن ، وعبد السلام هو ابن حرب ثقة وموسى الصغير هو ابن مسلم وثقه ابن معين وعبد الرحمن ابن سابط ثقة مكثر له عند مسلم حديث واحد في الفتن .

(١١) اسناده صحيح .

زكريا السجزي هو المعروف بخياط السنة . ثقة ، وكذا نصر بن علي وعبد الله بن داود وهو ابن عامر بن الربيع ثقة أيضاً ، وعبد الواحد بن أيمن هو المخزومي وثقه ابن معين وابن حبان .

وسيأتي إن شاء الله برقم (٧٨).

مسند سعد بن أبي وقاص

رضي الله عنه

للإمام الحافظ أبي عبد الله أحمد بن إبراهيم بن كثير

الدورقي البغدادي

المتوفى سنة ٢٤٦ رحمه الله تعالى

حققه وخرج أحاديثه

عامر حسن صبري

دار البشائر الإسلامية

نمبر 6 میں ابنِ سابط عن سعد بن ابی وقاص کی سند کو صحیح کہا۔

● وقد روى هذا الحديث جماعة عن سعد. منهم:

١ ـ مصعب بن سعد بن أبي وقاص: رواه الدورقي في مسنده، كما سيأتي تخريجه في الحديث رقم (٤٨) و(٤٩).

٢ ـ إبراهيم بن سعد بن أبي وقاص: رواه الدورقي أيضاً. انظر الأحاديث (٧٦) و(٧٥) و(٨٠).

٣ ـ سعيد بن المسيب: رواه الدورقي كما سيأتي، انظر الأحاديث (١٠٠) و(١٠١) و(١٠٢).

٤ ـ أبو بكر بن خالد بن عرفطة: رواه الدورقي أيضاً. انظر الحديث رقم (١١٢).

٥ ـ عائشة بنت سعد بن أبي وقاص: رواه النسائي في خصائص علي رقم (٩) و(٩٥)، وابن أبي عاصم في السنة ٢/٥٦٥، والبزار في مسنده (ل ٢٠٣)، كلهم من طريق محمد بن خالد بن عثمة، قال؛ حدثني موسى بن يعقوب، قال: حدثنا مهاجر بن مسمار بن سلمة، عن عائشة به. وهذا إسناد حسن.

ـ ورواه النسائي في الخصائص رقم (٥٧)، والبزار في مسنده(ل ٢٠٣)، والهيثم بن كليب الشاشي في مسنده (ورقة ١٧ ب)، والخطيب البغدادي في تاريخ بغداد ٥٣/٨. كلهم من طريق المطلب بن زياد، عن ليث، عن الحكم بن عتبة، عن عائشة به.

قال البزار: ولا نعلم روى هذا الحديث عن ليث إلا المطلب بهذا الإسناد، ولا روى الحكم عن عائشة عن أبيها إلا هذا الحديث، والصواب ما رواه شعبة عن الحكم عن مصعب بن سعد عن أبيه. اهـ.

. . . .

ـ وروى حديث عائشة أيضاً الإمام أحمد في فضائل الصحابة ٥٩٢/٢، والنسائي في الخصائص رقم (٥٥) و(٥٨)، وابن أبي عاصم في السنة ٦٠١/٢. كلهم بإسنادهم إلى الدراوردي عن الجعيد بن عبدالرحمن عن عائشة به. وهذا إسناد صحيح.

٦ ـ عبد الرحمن بن سابط: رواه النسائي في خصائص علي رقم (١٠) وابن ماجه رقم (١٠٨)، وابن أبي شيبة في المصنف ١٢/ ٦١، وابن أبي عاصم في السنة ٢/ ٦١٠. كلهم بإسنادهم إلى موسى بن مسلم الصغير عن عبد الرحمن بن سابط به. وإسناد هذا الحديث صحيح.

الأحاديث

المختارة

أو

المستخرج من الأحاديث المختارة

مما لم يخرجه البخاري ومسلم في صحيحيهما

تصنيف

الشيخ الإمام العلامة

ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد بن

عبد الرحمن الحنبلي المقدسي

٥٦٧-٦٤٣ هـ

الجزء الثالث

دراسة وتحقيق

معالي الأستاذ الدكتور عبد الملك بن عبد الله بن دهيش

عبْد آلرَّحمٰن بْن سابط عن سَعد
- رضي الله عنه -

١٠٠٨ ـ أخبرنا محمّد بن أحمَد بن نصْر الصَّيدلاني، أنّ محمُود بن إسماعيل آلصَّيرفي أخبرهم ـ قراءةً عليه وهو حاضر ـ أنا محمّـد بن عبد الله بن شاذان، أنا عبْد الله بن محمّدالقباب، أنا القَاضي أبُو بَكر أحمد بن عمْرو بن أبي عَـاصم، نا أبُـو آلرَّبيْـع وأبُو بَكـر قالا: نـا أبُو معاوية، عن آلشّيباني، عن عبْـد الرَّحمٰن بن سَـابط قال: قـدم معاوية في بعض حجّاته فأتاه سعْـد فقال: سَمعت رسُول الله ﷺ يقول في علي ثلاثَ خصَال، لئِنْ يَكون لي واحدة منهُنّ أحبّ إليّ من آلدّنيا ومـا فيها، سمعت رسُـول الله/ ﷺ: «من كنتُ مولاه»، و«أنت منّي ٣٣٥
بمنزلَة هارون من موسىٰ» و«لأُعـطين الرايـة». [ ][1] «من كنتُ مولاه حسب فإنّ غيره قد ذكر في «آلصَّحيح».

١٠٠٨ ـ إسناده صحيح.

والحديث في «كتاب السُنة» لابن أبي عاصم برقم (١٣٨٧).

---

(١) علة كلمات ذهبت بهن الرطوبة.

السُّنَن

تصنيف

الإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن يزيد بن ماجة القزويني

٢٠٩ - ٢٧٣هـ

حققه وضبط نصه، وخرج أحاديثه، وعلق عليه

شعيب الأرنؤوط

عادل مرشد محمد كامل قره بللي

عبد اللطيف حرز الله

الجزء الأول

مؤسسة الرسالة

١٢١ـ حدَّثنا عليُّ بن محمَّدٍ، حدَّثنا أبو معاويةَ، حدَّثنا موسى بن مُسلِمٍ، عن ابن سابِطٍ ـ وهو عبدُ الرَّحمٰنِ ـ

عن سَعدِ بن أبي وَقَّاصٍ، قال: قَدِمَ معاويةُ في بعضِ حَجَّاتِه، فدَخَلَ عليه سَعدٌ، فذكروا عَلِيّاً، فنالَ منه، فغَضِبَ سَعدٌ، وقال: تقولُ هٰذا لرجلٍ سمعتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «مَن كنتُ مَولاهُ فعَلِيٌّ مَولاهُ»، وسمعتُه يقولُ: «أنت منِّي بمَنزِلَةِ هارونَ من موسى إلاَّ أنَّه لا نَبِيَّ بعدي»، وسمعتُه يقولُ: «لأُعطِيَنَّ الرَّايةَ اليومَ رجلاً يُحِبُّ اللهَ ورسولَه»؟[1].

= وأخرجه ابن أبي عاصم في «الآحاد والمثاني» (١٨٦) من طريق نوح بن قيس، عن رجل قد سماه ـ ذهب عن أبي موسى اسمه ـ، عن معاذة بنت عبد الله العدوية قالت: سمعت علياً يخطب على المنبر وهو يقول: أنا الصدِّيق الأكبر، آمنت قبل أن يؤمن أبو بكر، وأسلمت قبل أن يسلم. وهٰذا سند ضعيف لجهالة الراوي عن معاذة العدوية.

(١) حديث صحيح، وهٰذا سند رجاله ثقات.

وأخرجه النسائي في «الكبرى» (٨٣٤٣) من طريق عبد السلام بن حرب، عن موسى بن مسلم الصغير، بهٰذا الإسناد.

وأخرجه بأطول مما هنا دون قوله: «من كنت مولاه فعلي مولاه»: مسلم (٢٤٠٤) (٣٢)، والترمذي (٤٠٥٨) من طريق قتيبة بن سعيد، عن حاتم بن إسماعيل، عن بكير بن مسمار، عن عامر بن سعد، عن أبيه.

وقوله: «أنت مني بمنزلة هارون بن موسى» سلف برقم (١١٥) وهو في «الصحيحين».

وقوله: «من كنت مولاه فعلي مولاه» أورده السيوطي في «الأزهار المتناثرة في الأحاديث المتواترة» برقم (١٠٠).

وانظر ما سلف برقم (١١٦).

سُنَن

الحافظ أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني

ابن ماجة

٢٠٩ - ٢٧٣هـ

حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه

الدكتور بشار عواد معروف

المجلد الأول

المقدمة - الطهارة

دار الجيل

بيروت

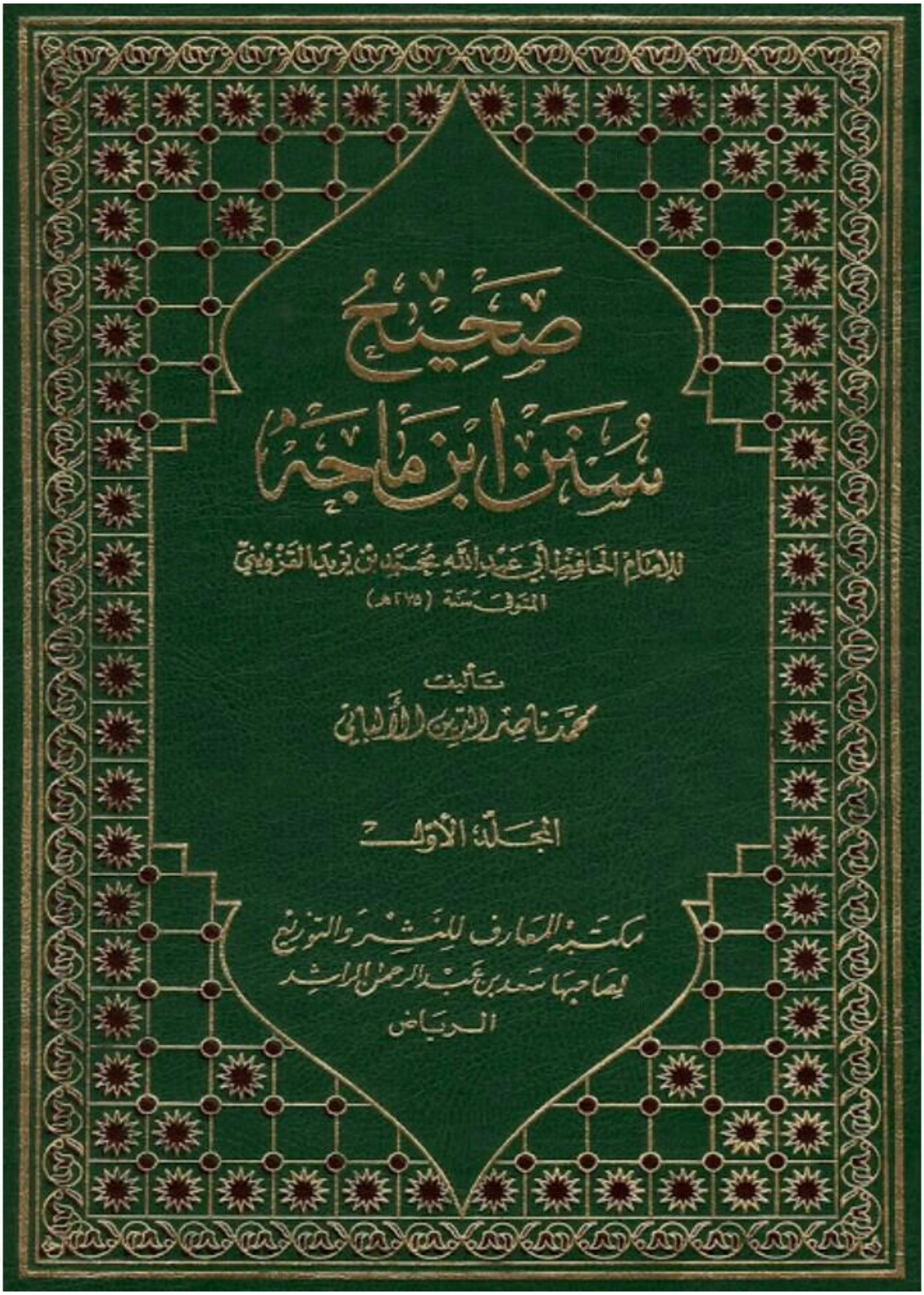
١٢١ ـ حدّثنا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسىٰ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ سَابِطٍ، وَهُوَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ، عَنْ سَعْدِ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ؛ قَالَ: قَدِمَ مُعَاوِيَةُ فِي بَعْضِ حَجَّاتِهِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ سَعْدٌ، فَذَكَرُوا عَلِيًّا. فَنَالَ مِنْهُ. فَغَضِبَ سَعْدٌ، وَقَالَ: تَقُولُ هٰذَا

= من طريق أبي سليمان الجهني، عن علي، فذكره وزاد: لا يقولها قبلي. ورواه محمد ابن يحيى بن أبي عمر في مسنده... بإسناده ومتنه، وزاد في آخره فقال له رجل: فأصابته جُنة، ورواه الحاكم في المستدرك من طريق المنهال بن عمرو، به، وقال: صحيح على شرط الشيخين. انتهى، والجملة الأولى في جامع الترمذي من حديث ابن عمر مرفوعاً: أنت أخي في الدنيا والآخرة، وقال: حديث حسن غريب» (الورقة ١٠ ـ ١١).

قلنا: هكذا قال، مع أن عباد بن عبدالله الأسدي الكوفي راوي الحديث عن علي ضعيف، قال البخاري: فيه نظر، وذكره العقيلي في «الضعفاء» وذكر له حديث علي هذا وقال: الرواية في هذا فيها لين، وقال علي بن المديني: ضعيف الحديث، وقد ضرب ابن حنبل على حديثه عن علي: أنا الصديق الأكبر، وقال: هو منكر، وقال ابن حزم: هو مجهول، ولا نعلم أحداً وثقه سوى ابن حبان، وتوثيقه شبه لا شيء وضعفه الحافظان الذهبي وابن حجر. (انظر تهذيب الكمال ١٤/١٣٨ ـ ١٣٩، والتعليق عليه)، ولعله اختلط عليه بعباد بن عبدالله بن الزبير بن العوام القرشي الأسدي الثقة فإنه تابعي معروف.

وانظر تحفة الأشراف ٧/٣٩٣ حديث (١٠١٥٧)، والمسند الجامع ١٣/٤٠٢ حديث (١٠٣٢٦).

١٢١ ـ إسناده صحيح، ورجاله ثقات، وإن قال الحافظ ابن حجر في ترجمة موسى بن مسلم من «التقريب»: لا بأس به، فقد تحقق عندنا أنه ثقة، وثقه: يحيى ابن معين، والبزار، وابن حبان، والذهبي، وقال أحمد وحده: ما أرى به بأساً، وما=


صحيح
سنن ابن ماجه
للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني
المتوفى سنة (٢٧٥هـ)
تأليف
محمد ناصر الدين الألباني
المجلد الأول
مكتبة المعارف للنشر والتوزيع
لصاحبها سعد بن عبد الرحمن الراشد
الرياض

٩٧ – ١١٨ – عن حُبْشيّ بن جُنادَةَ ، قالَ : سمعتُ رسولَ اللَّهِ ﷺ يقولُ :

« عليٌّ منِّي وأنا منهُ ، ولا يُؤَدِّي عنِّي إلَّا عليٌّ » .

حسن : « المشكاة » (٦٠٨٣) ، « الصحيحة » (١٩٨٠) ، « الظلال » (١١٨٩) .

٩٨ – ١٢٠ – عن سعدِ بنِ أبي وَقَّاصٍ قالَ :

قدِمَ مُعاويةُ في بعضِ حَجَّاتِهِ ، فَدَخَلَ عليهِ سعدٌ ، فذكروا عليًا فنالَ منهُ [1] ، فغضِبَ سعدٌ وقالَ : تقولُ هذا لرجلٍ سمعتُ رسولَ اللَّهِ ﷺ يقولُ :

« مَن كنتُ مولاهُ فعليٌّ مولاهُ » . وسمعتُهُ يقولُ :

« أنتَ منِّي بمنزلةِ هارونَ مِن موسى ، إلَّا أنَّهُ لا نبيَّ بعدي » ! وسمعتُهُ يقولُ :

« لأُعطِيَنَّ الرَّايَةَ اليومَ رجلًا يُحبُّ اللَّهَ ورسولَهُ » ؟ !

١٢٠ – صحيح : « الصحيحة » (٤ / ٣٣٥) .

- فضلُ الزُّبير رضيَ اللَّه عنهُ :

٩٩ – ١٢١ – عن جابرٍ قالَ : قالَ رسولُ اللَّهِ ﷺ – يومَ قُرَيظةَ – :

« مَنْ يأْتينا بِخَبَرِ القومِ ؟ » ، فقالَ الزبيرُ : أنا .

---

(١) « فنال منه » : أي : نال معاوية من عليّ ، وتكلّم فيه .

« رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ ءَايَٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَٰبَ
وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ »
(٢ / سورة البقرة / الآية ١٢٩)

سُنَن

الحافظ أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني
ابن ماجة

٢٠٧ - ٢٧٥ هـ

الجزء الأول

حقق نصوصه ، ورقم كتبه ،
وأبوابه ، وأحاديثه ، وعلّق عليه
محمد فؤاد عبد الباقي

فيصل عيسى البابي الحلبي
مطبعة
دار إحياء الكتب العربية

١٢١ – حدثنا علي بن محمد . ثنا أبو معاوية . ثنا موسى بن مسلم ، عن ابن سابط ، وهو عبد الرحمن ، عن سعد بن أبي وقاص ؛ قال : قدم معاوية في بعض حجاته ، فدخل عليه سعد ، فذكروا عليا . فنال منه . فغضب سعد ، وقال : تقول هذا لرجل سمعت رسول الله ﷺ يقول « من كنت مولاه فعلي مولاه » وسمعته يقول « أنت مني بمنزلة هرون من موسى إلا أنه لا نبي بعدي » وسمعته يقول « لأعطين الراية اليوم رجلا يحب الله ورسوله » ؟

***

(فضل الزبير رضي الله عنه)

١٢٢ – حدثنا علي بن محمد . ثنا وكيع . ثنا سفيان ، عن محمد بن المنكدر ، عن جابر ؛ قال : قال رسول الله ﷺ ، يوم قريظة « من يأتينا بخبر القوم ؟ » فقال الزبير : أنا . فقال « من يأتينا بخبر القوم ؟ » قال الزبير : أنا . ثلاثا . فقال النبي ﷺ « لكل نبي حواري ، وإن حواري الزبير » .

***

١٢٣ – حدثنا علي بن محمد . ثنا أبو معاوية . ثنا هشام بن عروة ، عن أبيه ، عن عبد الله ابن الزبير ، عن الزبير ؛ قال : لقد جمع لي رسول الله ﷺ أبويه يوم أحد .

***

---

١٢١ – (فنال منه) أي نال معاوية من علي ، ووقع فيه وسبه .

١٢٢ – (حواري) لفظه مفرد ، بمعنى الخالص والناصر . والياء فيه للنسبة . وأصل معناه البياض ، فهو منصرف منون . (وإن حواري) أصله بالإضافة إلى ياء المتكلم . لكن حذفت الياء اكتفاء بالكسرة ، وقد تبدل فتحة للتخفيف .

١٢٣ – (جمع لي) أي قال مثلا : بأبي وأمي . أي أنت مفدى بهما .

تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف

للإمام الحافظ جمال الدين أبي الحجاج

يوسف بن الزكي عبد الرحمن بن يوسف المزي المتوفى سنة ٧٤٢

معجم مفهرس لمسانيد الصحابة والرواة عنهم، وموسوعة علمية لجميع أحاديث الكتب الستة الصحاح

مع

النكت الظراف على الأطراف

تعليقات الحافظ ابن حجر العسقلاني المتوفى سنة ٨٥٢

تحقيق

عبد الصمد شرف الدين

إشراف

زهير الشاويش

الجزء الثالث

حابس التميمي - سعد بن معاذ

الدار القيمة

بهيونڈی بمبای الهند

المكتب الإسلامي

بيروت - لبنان

روایت 3901...

موسى بن عقبة ، عن أبي النضر ، عن أبي سلمة (ح ٣٩٤٧) ؛ عن سعد ، عن رسول الله ﷺ المسح على الخفّين أنّه لا بأس به ، ولم يذكر «ابن عمر» .

23 ★ عبد الرحمن بن السائب ــ ويقال : عبد الله بن السائب ، قيل : إنّه «ابن أبي نَهِيك» ــ المخزومي، عن سعد

٣٩٠٠ حديث «إنّ هذا القرآن نزل بحَزَنٍ فإذا قرأتموه فابكوا فإن لم تبكوا فتباكوا وتغنّوا به فمن لم يتغنّ به فليس منّا» . ق في الصلاة (٢١٥ : ١) عن عبد الله بن أحمد بن بشير بن ذكوان ، عن الوليد بن مسلم ، عن أبي رافع[1] ، عن ابن أبي مليكة ، عنه به . ز رواه عمرو بن دينار [د (الصلاة ٣٥٦ : ٦)] ؛ والليث بن سعد [د الصلاة ٣٥٦ : ٧)] ؛ عن ابن أبي مليكة ، عن عبد الله ــ وقيل عبيد الله ــ بن أبي نَهيك ، عن سعد ، وسيأتي ــ (ح ٣٩٠٥) . ق

24 ★ عبد الرحمن بن عبد الله بن سابط الجمحي المكّي، عن سعد

٣٩٠١ حديث : قدم معاوية في بعض حجّاته فدخل عليه سعد ، فذكروا عليًا . . . الحديث . ق في السنّة (٤ : ٨) عن عليّ بن محمد ، عن أبي معاوية ، عن موسى بن مسلم ، عن ابن سابط به . ق

25 ★ عبد الرحمن بن مُلّ أبو عثمان النهدي، عن سعد

٣٩٠٢ حديث «من ادّعى إلى غير أبيه فالجنّة عليه حرام» ، وفيه قصّة . خ في الفرائض (٢٩ : ١) عن مسدّد ، عن خالد بن عبد الله ، عن خالد الحذّاء ــ وفي المغازي (٥٧ : ٤) عن بندار ، عن غندر ، عن شعبة ، عن عاصم ــ كلاهما عنه ، عن سعد وأبي بكرة (ح ١١٦٧٣) به . قال (عقبه) : وقال هشام ــ يعني ابن يوسف ــ : أخبرنا معمر ، عن عاصم ، عن أبي العالية (ح ٣٨٥٢) أو أبي عثمان خ م د ق

[1] ــ حاشية «ل» : أبو رافع هو إسماعيل بن رافع ــ اهـ . وعليه علامة [بخ ت ق] في التقريب : وقال فيه : ضعيف الحفظ .

کتاب	# سنن ابن ماجہ
	مؤسسة دار الدعوة التعليمية الخيرية (دارالدعوۃ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر فاؤنڈیشن)
	(عربی متن مع اردو ترجمہ، تخریج وتحشیہ)
تالیف	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی رحمہ اللہ
مراجعہ وتقدیم	مجلس علمی دارالدعوۃ (نئی دہلی)
مترجم	ڈاکٹر عبدالرحمن بن عبدالجبار الفریوائی
	استاذ حدیث امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی (ریاض)
سوفٹ ویئر ڈیولپر	ابوطلحہ عبدالوحید بابر حفظہ اللہ
ڈاؤن لوڈ سوفٹ ویئر	www.islamicurdubooks.com/download
پی ڈی ایف میکر	محمد عامر عبدالوحید انصاری حفظہ اللہ
	www.quranpdf.blogspot.in
یونیکوڈ فائل پرووائیڈر	محمد آصف مغل حفظہ اللہ
حصہ اول	کتاب "سنت کی اہمیت وفضیلت" سے کتاب "مساجد اور جماعت کے احکام و مسائل" تک
احادیث	احادیث 1 سے 802

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيل الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، أَنْبَأَنَا الْعَلَاءُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ الْمِنْهَالِ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ، قَالَ عَلِيٌّ: " أَنَا عَبْدُ اللَّهِ، وَأَخُو رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا الصِّدِّيقُ الأَكْبَرُ لا يَقُولُهَا بَعْدِي إِلا كَذَّابٌ، صَلَّيْتُ قَبْلَ النَّاسِ بِسَبْعِ سِنِينَ ".

عباد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں، اور میں صدیق اکبر ہوں، میرے بعد اس فضیلت کا دعویٰ جھوٹا شخص ہی کرے گا، میں نے سب لوگوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی۔

تخریج دارالدعوہ: تفرد بہ ابن ماجہ، (تحفة الأشراف: ۱۰۱۵۷، ومصباح الزجاجة: ۵۱) (باطل) (سند میں عباد بن عبداللہ ضعیف اور متروک راوی ہے، اور اس کے بارے میں امام بخاری نے فرمایا: «فیہ نظر» اور وہی حدیث کے بطلان کا سبب ہے، امام ذہبی نے فرمایا: یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ پر جھوٹ ہے، ملاحظہ ہو: الموضوعات لابن الجوزی: ۱/۳۴۱، وتلخیص المستدرک للذہبی، وتنزیہ الشریعة: ۱/۳۸۶، وشیخ الاسلام ابن تیمیہ وجہودہ فی الحدیث وعلومہ: ۳۱۰، للدکتور عبدالرحمن الفریوائی)

حدیث نمبر: 121

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ سَابِطٍ وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: قَدِمَ مُعَاوِيَةُ فِي بَعْضِ حَجَّاتِهِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ سَعْدٌ فَذَكَرُوا عَلِيًّا فَنَالَ مِنْهُ، فَغَضِبَ سَعْدٌ، وَقَالَ: تَقُولُ هَذَا لِرَجُلٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ "، وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: " أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي "، وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: " لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ الْيَوْمَ رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ".

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے ایک سفر حج میں آئے تو سعد رضی اللہ عنہ ان کے پاس ملنے آئے، لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کو نامناسب الفاظ سے یاد کیا، اس پر سعد رضی اللہ عنہ ناراض ہو گئے اور بولے: آپ ایسا اس شخص کی شان میں کہتے ہیں جس کے بارے میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: "جس کا مولیٰ میں ہوں، علی اس کے مولیٰ ہیں"، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے یہ بھی سنا: "تم (یعنی علی) میرے لیے ویسے ہی ہو جیسے ہارون موسیٰ کے لیے، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں"، نیز میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "آج میں لڑائی کا جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے"۔

تخریج دارالدعوہ: تفرد بہ ابن ماجہ، (تحفة الأشراف: ۳۹۰۱)، وقد أخرجہ: صحیح البخاری/فضائل الصحابة ۹ (۳۷۰۶)، صحیح مسلم/فضائل الصحابة ٤ (۲٤۰٤)، سنن الترمذی/المناقب ۲۱ (۳۷۲٤)، مسند احمد (۱/۸٤، ۱۱۸) (صحیح)

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

تاریخ ابنِ کثیر

شہرۂ آفاق عربی کتاب

اَلْبِدَايَةُ وَالنِّهَايَة

کا اردو ترجمہ

جلد ہفتم

۱۳ھ سے ۴۰ھ تک کے حالات پر مشتمل ہے اس میں معرکہ یرموک، فتح دمشق، معرکہ قادسیہ، معرکہ حمص، معرکہ قنسرین، معرکہ قیساریہ، معرکہ اجنادین، معرکہ جلولاء، معرکہ نہاوند، معرکہ افریقہ، معرکہ اندلس، فتح حلوان و مدائن و مصر کے علاوہ اور بھی بے شمار معرکوں کے تفصیلی حالات بیان کیے گئے ہیں۔

تصنیف ❁ عَلّامَہ حافِظ اَبُوالفِدا عمادُالدّین اِبنِ کَثِیر (۷۰۱ھ-۷۷۴)

ترجمہ ❁ مولانا اختر فتح پوری

نفیس اکیڈمی
اُردو بازار، کراچی

ابنِ ماجہ کی روایت حسن ہے...صفحہ 445 دوسری لائن..

امام احمد نے بیان کیا ہے کہ احمد الزبیری نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن حبیب بن ابی ثابت نے عن حمزہ بن عبداللہ عن ابیہ یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عن سعد ہم سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ تبوک کو گئے تو آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑ گئے۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا' کیا آپ مجھے پیچھے چھوڑ دیں گے؟ آپ نے فرمایا کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارونؑ' حضرت موسیٰؑ سے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا' یہ اسناد جید ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی اور حسن بن عرفۃ العبدی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن حازم ابومعاویۃ الضریر نے عن موسیٰ بن مسلم الشیبانی عن عبدالرحمٰن بن سابط عن سعد بن ابی وقاص ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاویہؓ اپنے ایک حج کے سلسلہ میں آئے تو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ آپ کے پاس آئے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو حضرت سعدؓ نے کہا انہیں تین باتیں حاصل ہیں اگر مجھے ان میں سے ایک بھی حاصل ہوتی تو وہ مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے جسے میں محبوب ہوں' علی بھی اسے محبوب ہے۔ اور میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے۔ کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول

بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ اور میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے۔ تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارونؑ' حضرت موسیٰؑ سے تھے' مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی اور اس کا اسناد حسن ہے اور ابوزرعۃ دمشقی نے بیان کیا ہے کہ احمد بن خالد الذہبی ابوسعید نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن اسحٰق نے عبداللہ بن ابی نجیح سے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ جب حضرت معاویہؓ نے حج کیا تو آپ نے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے ابواسحٰق! ہم لوگوں کو اس جنگ نے حج سے دور کر دیا ہے حتیٰ کہ ہم اس کی بعض سنن کو بھول چلے ہیں' پس آپ طواف کریں ہم آپ کے طواف کے ساتھ طواف کریں گے' راوی بیان کرتا ہے اور جب وہ فارغ ہوئے تو وہ آپ کو دارالندوۃ میں لے گئے اور آپ کو اپنے تخت پر اپنے ساتھ بٹھایا ہے پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کیا ہے۔ خدا کی قسم اگر ان کی تین باتوں میں سے ایک بات بھی مجھ میں موجود ہوتی تو وہ مجھے ان سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہوتی جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ اگر مجھے وہ بات حاصل ہوئی جو آپ نے ان سے غزوہ تبوک کے موقع پر فرمائی کہ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارون' حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا تو یہ بات مجھے ان چیزوں سے زیادہ محبوب ہوتی جن پر سورج طلوع ہوتا ہے اور اگر مجھے وہ بات حاصل ہوتی جو آپ نے خیبر کے روز انہیں فرمائی کہ میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہوں گے اور اللہ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا اور وہ فرار کرنے والا نہ ہوگا' تو یہ بات مجھے ان چیزوں سے زیادہ محبوب ہوتی جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ اور اگر میں آپ کی بیٹی کی وجہ سے آپ کا داماد ہوتا اور اس سے میرے ہاں لڑکے ہوتے جو ان کے ہاں ہیں تو یہ بات مجھے ان چیزوں سے زیادہ محبوب ہوتی جن پر سورج طلوع ہوتا ہے میں آج کے بعد تمہارے گھر تمہارے پاس نہیں آؤں گا' پھر انہوں نے اپنی چادر جھاڑی پھر باہر نکل گئے۔

امام احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو پیچھے چھوڑا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑے جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے اس مقام پر ہو جس پر حضرت ہارونؑ' حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا' اس کا اسناد دونوں کی شرط کے مطابق ہے اور ان دونوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔ اور اسی طرح اسے ابوعوانہ نے عن الاعمش عن الحکم بن مصعب عن ابیہ روایت کیا ہے' اور ابوداؤد طیالسی نے اسے عن شعبہ عن عاصم عن مصعب عن ابیہ روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم

سنن ابن ماجه

بشرح الإمام أبي الحسن الحنفي المعروف بالسندي
المتوفى سنة ١١٣٨ هـ

وبحاشية

تعليقات مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه
للإمام البوصيري المتوفى سنة ٨٤٠ هجرية

المجلد الأول

حقق أصوله وخرج أحاديثه على الكتب الستة
ورقمه حسب المعجم المفهرس وتحفة الأشراف
الشيخ خليل مأمون شيحا

دار المعرفة
بيروت - لبنان

۱۲۱/ ۸ ـ حدّثنا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ثنا مُوسىٰ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ سَابِطٍ، وَهُوَ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: قَدِمَ مُعَاوِيَةُ فِي بَعْضِ حَجَّاتِهِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ سَعْدٌ، فَذَكَرُوا عَلِيًّا عليه السلام، فَنَالَ مِنْهُ، فَغَضِبَ سَعْدٌ، وَقَالَ: تَقُولُ هٰذَا الرَّجُلِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ». وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هارونَ مِنْ مُوسىٰ إِلاَّ أَنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي». وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ الْيَوْمَ رَجُلاً يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ»؟.

---

۱۲۱ ـ انفرد به ابن ماجه، تحفة الأشراف (۳۹۰۱).

وفيه بعد لا يخفى. وقال ابن رجب: رواه النسائي في خصائص علي. وقال الذهبي في الميزان: هذا كأنه كذب على علي. وفي الزوائد: قلت: هذا إسنادٌ صحيحٌ. رجاله ثقاتٌ، رواه الحاكم في المستدرك عن المنهال، وقال صحيحٌ على شرط الشيخين، والجملة الأولى في جامع الترمذي من حديث ابن عمر مرفوعاً «أنت أخي في الدنيا والآخرة». وقال: حديثٌ حسنٌ غريبٌ انتهى. قلت: فكان من حكم بالوضع، حكم عليه، لعدم ظهور معناه لا لأجل خلل في إسناده، وقد ظهر معناه بما ذكرنا.

۱۲۱ ـ **قوله:** (فنال منه) أي: نال معاويةُ من علي ووقع فيه وسبه، بل أمر سعداً بالسب كما قيل في مسلم والترمذي. ومنشأ ذلك الأمور الدنيوية التي كانت بينهما، ولا حول ولا قوة إلا باللَّه، واللَّه يغفر لنا ويتجاوز عن سيئاتنا، ومقتضى حسن الظن أن يحسن السب على التخطئة. ونحوها مما يجوز بالنسبة إلى أهل الاجتهاد لا اللعن وغيره.

قوله: (لأعطين) بالنون الثقيلة من الإعطاء. قاله يوم فتح خيبر، ثم أعطى علياً. قيل: وهذا سبب كثرة ما روي في مناقبه رضي اللَّه تعالى عنه كما في الإصابة للحافظ ابن حجر. قال: ومناقبه كثيرةٌ حتى قال الإمام أحمد: لم ينقل لأحد من الصحابة ما نقل لعلي. وقال غيره: وسبب ذلك تعرض بني أمية له. فكان كل من كان عنده علم شيءٍ من مناقبه من الصحابة بثه، فكلما أرادوا إخماد شرفه حدث الصحابة بمناقبه فلا يزداد إلا انتشاراً. وتتبع النسائي ما خص به من دون الصحابة فجمع من ذلك أشياء كثيرةً. أسانيدها أكثرها جياد انتهى.

الصحيح المسند

من

فضائل الصحابة

تأليف

أبي عبد الله مصطفى بن العدوي

دار ابن عفان

وأخرجه ابن حبان (موارد الظمآن ٢٢٠٥) وابن أبى عاصم فى السنة (١٣٦٨) والطبرانى فى الكبير (٤٩٦٨) والنسائى فى الخصائص (٩٠) .

حديث سعد بن أبى وقاص رضى الله عنه

قال ابن ماجة رحمه الله (حديث ١٢١) :

حدثنا على بن محمد ثنا أبو معاوية ثنا موسى بن مسلم عن ابن سابط(1) – وهو عبد الرحمن – عن سعد بن أبى وقاص قال : **قدم معاوية**

= رجل عن زيد بن أرقم عند الطبرانى (٥٠٩٦) و (٥٠٩٧) ، وأبو هارون العبدى ضعيف جدًا بل متروك .

* ومنها أبو الضحى عن زيد بن أرقم عند الطبرانى (٤٩٨٣) وفى إسناده على بن عباس وهو ضعيف .

* ومنها ثوير أبى فاخته عن زيد بن أرقم كما عند الطبرانى (٥٠٦٦) وثوير بن أبى فاخته ضعيف .

(١) نفى يحيى بن معين – كما فى التهذيب – سماع عبد الرحمن بن سابط من سعد بن أبى وقاص إلا أن للحديث شواهد منها ما أخرجه النسائى فى الخصائص من طريق موسى بن يعقوب قال : حدثنا مهاجر بن مسمار عن عائشة بنت سعد قالت : سمعت أبى يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول يوم الجحفة فأخذ بيد على فخطب وحمد الله وأثنى عليه ثم قال : « أيها الناس إنى وليكم » قالوا : صدقت يا رسول الله ثم أخذ بيد على فرفعها فقال : « هذا وليى ويؤدى عنى دينى وأنا موالى من والاه ومعادى من عاداه » . وهذا السند يصلح فى الشواهد .

وشاهد آخر عند النسائى فى الخصائص (٨٠) وابن أبى عاصم فى السنة (١٣٥٩) من طريق عبد الواحد بن أيمن عن أبيه أن سعداً قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : « من كنت مولاه فعلى مولاه » .

تنبيه : وقع فى إسناد هذا الحديث عند ابن أبى عاصم .. ثنا عبد الواحد بن أيمن =

فى بعض حجاله فدخل عليه سعد فذكروا عليًّا فنال منه فغضب سعد ، وقال : تقول هذا لرجل سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول : « من كنت مولاه فعلى مولاه » وسمعته يقول : « أنت منى بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبى بعدى » وسمعته يقول : « لأعطين الراية اليوم رجلا يحب الله ورسوله » . صحيح لشواهده

وأخرجه النسائى فى الخصائص (١٠) .

حديث أبى أيوب الأنصارى رضى الله عنه

قال الإمام أحمد رحمه الله (٤١٩/٥) :

حدثنا يحيى بن آدم ثنا حنش بن الحارث بن لقيط النخعى الأشجعى عن رياح بن الحارث قال : جاء رهطٌ إلى علىٍّ بالرحبة فقالوا : السلام عليك يا مولانا قال : كيف أكون مولاكم وأنتم قومٌ عربٌ ؟ قالوا : سمعنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يوم غدير خُم يقول : « من كُنْتُ مولاه فإن هذا مولاهُ » قال رِياح : فلما مضوا تَبِعْتُهُم فسألتُ مَن هؤلاء ؟ قالوا نفرٌ من الأنصارِ فيهم أبو أيوب الأنصارى . صحيح

وأخرجه أحمد فى فضائل الصحابة (٩٦٧) وابن أبى عاصم فى السنة (١٣٥٥) والطبرانى فى المعجم الكبير (٤٠٥٢و٤٠٥٣) .

= عن أبيه عن جده قال ذكر بريدة أن معاوية لما قدم نزل بذى طوى فجاء سعد فأقعده على سريره فقال سعد : قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : « من كنت مولاه فعلى مولاه » .

والذى يظهر لى أن ذكر الجد هنا وهم ، وكون أيمن رواه عن بريدة عن سعد لا يضر فبريدة رضى الله عنه صحابى .

دَرُّ السَّحَابَةِ

في مَناقبِ القَرابةِ والصَّحابةِ

محمد بن علي الشوكاني

تحقيق ودراسة

الدكتور حسين بن عبد الله العمري

حديث 111....من سب عليا فقد سبني..

قَالَ : « بلى ! مَن آذَى عَلِيّاً فَقدْ آذاني » .

(١٠٨) وأخرجه (الحاكم) وصَحَّحه .

(١٠٩) وأخرج (أبو يَعْلى) و (البَـزّار) ، ورجـال (أبي يَعْلَى) رجـال (الصحيـح) - غيرَ رجلين ، وهما ثقتان - من حديث سَعْد بن أبي وَقّاص ، قال :

كنت جـالِسـاً في المسجـد أنـا ومعي رجلان فنلنـا من علي ، فـأقبـل رسـول الله ﷺ غضبان ، يعرف في وجهه الغضب ، فتعوذنا بالله من غضبه . فقال :

« مَالَكُمْ وَمَالِي مَنْ آذَى عَلِيّاً فَقَدْ آذاني » .

(١١٠) وأخرج (أبو يَعْلَى) بإسنادٍ حسن عن سَعْد بن مالك ، قال :

والـذي نَفْسي بيـده ، لقـد سمعتُ رسول الله ﷺ يقول في عَلِيّ شيئـاً لو وضع المِنْشـارَ على مَفْرِقي ما سَبَبْتُه .

(١١١) وأخرج (أحمد) بإسنادٍ رجاله رجـال (الصحيح) - غير أبي عبـد الله الجَـدَلي - وهو ثقة ، عن أم سلمة ، قالت : سمعتُ رسول الله ﷺ يقول :

« مَن سَبَّ عَلِياً فَقَدْ سَبَّنِي » .

(١١٢) وأخرجه (الحاكم) في (المستدرَك) وزاد :

« وَمَنْ سَبَّنِي فَقَدْ سَبَّ اللهَ » .

(١١٣) وأخرجه - أيضاً - (الطَّبراني) في (الصَّغير) و (الكبير) و (الأوسط) ، وأبو

---

(١٠٨) بنصه عند الحاكم (المستدرَك) : ٣ / ١٢٢ .

(١٠٩) نقلاً عن - المجمع أيضاً - : ٩ / ١٢٩ والرجلان هما محمود بن خداش وقنـان [بن عبـد الله النهمي] ، ولعل المؤلف التبس عليه الاسم الثاني فأضرب عن نقلها وقد فعل مثل هذا من قبل .

(١١٠) عن المجمع : ٩ / ١٣٠ ، من حديث أبي بكر بن خـالـد بن عُرْفُطـة ، أنـه أتى سعـد بن مـالـك فقـال : بلغني أنكم تعرضون على سب عليّ بالكوفة ، فهل سببته ؟ قال معاذ ... وساق الحديث .

(١١١) نفسه : ٩ / ١٣٠ ، وهو عند (أحمد) : ٦ / ٣٢٣ من حديثها وانظر (الجَدَلي) .

(١١٢) (المستدرَك) : ٣ / ١٢١ .

(١١٣) (١١٤) جميع الروايات هذه نقلها عن (مجمع الزوائد) - أيضاً - : ٩ / ١٣٠ - ١٣٢ .

يَعْلَى ، ورجال (الطبراني) رجال (الصحيح) - غير أبي عبد الله الجَـدَلي - وهو ثقـة ، عن حديثها .

تهذيب

خصائص الإمام علي رضي الله عنه

للإمام الحافظ الحجة أبي عبد الرحمن
أحمد بن شعيب المعروف بالنسائي

حققه وخرجه
أبو إسحق الحويني الأثري حجازي بن محمد بن شريف

دار الكتب العلمية
بيروت — لبنان

ذكر قول النبي ﷺ : من سبّ علياً فقد سبّني

(٨٦) أخبرنا أحمد بن شعيب ، قال : أخبرنا العباس بن محمد الدوري ، قال : حدثنا يحيى بن زكريا ، قال : أخبرنا إسرائيل ، عن أبي إسحاق ، عن أبي عبد الله الجدلي ، قال : دخلت على أم سلمة ، فقالت : أيُسب رسول الله ﷺ فيكم ؟ قلت : سبحان الله — أو معاذ الله— قالت : سمعت رسول الله ﷺ يقول : « من سبّ علياً فقد سبني » .

---

(٨٦) إسناده صحيح .

يحيى هو ابن أبي بكير من شيوخ الدوري . ووقع في « المطبوعة »: « يحيى بن زكريا » (!). وأبو عبد الله الجدلي وثقه أحمد وابن معين وغيرهما .

والحديث أخرجه أحمد (٣٢٣/٦) والحاكم (١٢١/٣) من طريق يحيى ابن أبي بكير بإسناده سواء .

قال الحاكم : « صحيح الإسناد » ووافقه الذهبي .

قلت : أبو إسحاق مدلس وقد عنعنه .

ولكن تابعه السدي عن أبي عبد الله الجدلي .

أخرجه الطبراني في « الصغير » (٢١/٢) من طريق عيسى بن عبدالرحمن السلمي عن السدي به . =

. . . .

= قال الطبراني : « لم يروه عن السدي إلا عيسى » .

قلت : عيسى بن عبد الرحمن وثقه ابن معين وأبو حاتم وأبو داود وغيرهم والسدي هو الكبير واسمه اسماعيل بن عبد الرحمن بن أبي كريمة صدوق من رجال مسلم غير أنهم تكلموا في حفظه .

جنگِ صفین... امیرِ معاویہ نے خلیفہ راشد جو ھاشمی اور رسول اللہ(ص) کے داماد ہیں ان پر جنگ مسلط کی.اور اسکیوجہ حضرت عثمان رض کی شہادت کے قصاص کا مطالبہ قرار دیا..لیکن کیا یہ امر جائز تھا.....

1...خلیفہ راشد کی بیعت سے قبل شرائط رکھنا دینِ اسلام کی تعلیمات نہ نص سے ثابت ہے اور نہ ہی اجتہاد سے ثابت ہے..کیونکہ اجتہاد نص کیخلاف نہیں ہوتا اور خلیفہ راشد کی بیعت و پیروی نص و اجماع سے ثابت ہے...

2....جب مطاع اور محبوب کو برا کہنا ممکن نہیں تو ان سے جنگ کرنا محال ہے اور اگر جنگ ہو جائے تو پھر ثابت ہو گیا کہ امیرِ معاویہ نہ ہی علی علیہ السلام کو مطاع سمجھتے تھے.جبکہ علی علیہ السلام اولی الامر تھے.. اور نہ ہی امیرِ معاویہ علی علیہ السلام کو محبوب سمجھتے تھے... یہ ایک وجدانی کیفیت ہے جسکا انکار کوئی صاحبِ عقل نہیں کر سکتا.کہ مطاع و محبوب کیخلاف جنگ کرنا ممکن ہی نہیں ہے....

3....امیرِ معاویہ خلیفہ راشد حضرت عثمان رض کیخلاف بغاوت والوں کو گناہگار سمجھتے تھے.جبکہ ان کے پاس بھی کچھ اعتراضات تھے.جسکا انکار ممکن نہیں..اس کی تفصیل کیلیئے تاریخ و شہادتِ حضرت عثمان رض کا واقعہ کسی بھی مستند کتاب سے پڑھا جا سکتا ہے...اور اختلاف رکھنے والوں میں اصحابِ بیعتِ رضوان والے بھی شامل تھے..اس اختلاف کا ایک مختصر خاکہ انجینئر محمد علی مرزا کے رسالہ سے یہاں پیش کیا جائیگا وہاں سب

صحیح احادیث درج کی گئی ہیں....تو جب اختلافات رکھنے کے باوجود حضرت عثمان رض کیخلاف اقدام حرام تھا.تو پھر امیرِ معاویہ اس نظریہ پر قائم کیوں نہ رہے..جس امر کو حرام قرار دیتے تھے خود اسی پر عامل تھے..یعنی حضرت عثمان رض کے لیئے شریعت کے الگ احکامات تھے اور حضرت علی علیہ السلام کیلیئے شریعت نے الگ احکامات دیئے...

4....جان کی حفاظت فرض ہے..اور اپنے خلیفہ راشد کا تحفظ بھی فرض ہے. جب حضرت عثمان رض کے گھر کا گھیراؤ کیا گیا تو مدینہ میں حضرت عثمان رض کی فوج بھی تھی..اور اصحاب کی تلواریں ابھی زنگ آلود نہیں ہوئی تھیں..تو اس فوج اور عوام نے ملکر سب گھیراؤ کرنے والوں کو مار کیوں نہ بھگایا...امیرِ معاویہ اسوقت حضرت عثمان رض کی طرف سے شام کے حاکم تھے.تو جس فوج کو وہ حضرت علی علیہ السلام کیخلاف لائے اسی فوج کو حضرت عثمان رض کے تحفظ کیلیئے مدینہ کیوں نہ لے آئے...کیونکہ اگر حضرت عثمان رض کی شہادت پر امیرِ معاویہ پر قصاص فرض تھا تو پھر حضرت عثمان رض کے گھیراؤ کیوقت انکی جان کی حفاظت اس سے پہلے فرض تھی. جب وہ یہ فرض ادا نہ کر کے گناہگار قرار نہ پائے تو پھر علی علیہ السلام پر ایک فرض کے تارک ہونے پر جنگ کیوں نافذ کی گئی.......
جب ہم اس وقت کے حالات و علماء کے تبصرے اور حضرت امیرِ معاویہ کے محبین کی تحریرات کا مطالعہ کرتے ہیں..تو ان تمام باتوں پر کچھ یوں تبصرہ ہوتا ہے......حضرت عثمان رض کی حفاظت کیلیئے تلوار کیوں نہ اٹھائی گئی...

1.....گھیراؤ کرنے والے طاقتور اور کثرت میں تھے.ان کے سر پر بغاوت و خون سوار تھا.لہذا ان سے مقابلہ ممکن نہیں تھا((ویسے عجیب ہے اسلام کیخلاف کفار و مشرکین و یہودی سب جمع ہو کر بھی آتے تھے اور تعداد و طاقت میں بظاہر زیادہ بھی ہوتے تھے لیکن مسلمانوں نے فتح ہی حاصل کی. اب اچانک اتنا خوف کیسے طاری ہو گیا))......

2.....گھیراؤ کرنے والوں کیخلاف اقدام نہ کرنے کی ایک وجہ مدینہ کا تقدس تھا کہ یہاں خونریزی نہیں کی جا سکتی تھی...((تو پھر حضرت عثمان رض اللہ کے بعد کیا مدینہ کا تقدس ختم ہو گیا تھا.جس جگہ حضرت عثمان رض پر جنگ منع تھی اسی جگہ چند دنوں بعد علی علیہ السلام پر جنگ جائز بلکہ فرض کیسے ہو گئی))...

3....حضرت عثمان رض کو نبی(ص) نے صبر کا حکم دیا تھا.لہذا انھوں نے جنگ سے بہتر صبر جانا((لیکن نبی ص کا فرمان حکمت کیخلاف نہیں ہو سکتا وہ کسی خلیفہ راشد کو خاموشی سے شہید ہونے کا حکم دیں یہ اسلامی مزاج کیخلاف ہے..یہ فتنہ کو طاقت دینے اور نظامِ خلافت کو کمزور کرنے کے مترادف ہے...لہذا ماننا پڑیگا کہ اس حکمِ پیغمبر ص میں کوئی حکمت پوشیدہ ہے..اب جو حکمت علماء معلوم کریں وہ ہمیں بتائیں اور پھر یہ بھی بتائیں کہ حضرت عثمان رض کی شہادت کے فوراً بعد وہ حکمت ختم کیسے ہو گئی...یعنی جس حکمت نے حضرت عثمان رض کیلیئے تلوار اٹھانا و جان کے تحفظ کو ممنوع قرار دیا تھا چند دنوں بعد اسی حکمت کے

ہوتے ہوئے حضرت علی علیہ السلام کیسے تلوار اٹھا سکتے تھے.لہذا جس حکمت نے حضرت عثمان رض پر خونریزی کو حرام کیا تھا اسی حکمت نے علی علیہ السلام پر بھی حرام کیا تھا..لیکن امیرِ معاویہ پر تعجب ہے کہ حضرت عثمان رض کو نہ انھوں نے جنگ پر مجبور کیا نہ اپنی فوج دفاع میں بھیجی. اسی شہادت کے چند ہی دنوں میں حضرت علی علیہ السلام کو مجبور کیا کہ وہ بزورِ شمشیر اقدام کریں..اور اس پر عمل کروانے کیلیئے فوج کشی بھی کر دی))......

المختصر....اگر علی علیہ السلام کا گھیراؤ کرنیوالوں کے خلاف اقدام نہ کرنا اتنی بڑی خطا تھا کہ انکیخلاف تلوار اٹھائی جائے تو پھر یہ خطا سب سے پہلے حضرت عثمان رض نے کی تھی..اور اس خطا کا پہلا حصہ امیرِمعاویہ تھے..اب سمجھ نہیں آئی کہ امیرِ معاویہ نے حضرت عثمان رض اور اپنی خطا کا انتقام حضرت علی علیہ السلام سے کیوں لیا......

اسوقت میں امیرِ معاویہ اور آج کے علماء کے فہم کی سمجھ نہیں آئی..کہ حضرت عثمان رض کی پیروی میں گھیراؤ کرنیوالوں کیخلاف اقدام نہ کرنے والوں کو شریعت پر عامل قرار دیتے ہیں...اور علی علیہ السلام اقدام نہ کریں تو انھیں شریعت کا تارک و گناہگار قرار دیتے ہیں... .....

لہذا گھیراؤ کرنیوالوں کیخلاف اقدام نہ کرنا اگر خطا ہے..تو اسکے پہلے مرتکب حضرت عثمان رض قرار پائے...ان کے بعد امیرِ معاویہ قرار پائے..انکے بعد حضرت عائشہ رض قرار پائیں انکے بعد مدینہ منورہ کے تمام اصحاب جنھیں

مہاجرین و انصار و صاحبانِ بدر و بیعتِ رضوان قرار پائے..... اور اگر یہ تمام حضرت کسی وجہ سے خطا کار قرار نہ پائے..تو اسی حکم کے تحت حضرت علی علیہ السلام بھی خطا کار قرار نہ پائے....اور اگر گھیراؤ کرنیوالوں کیخلاف اقدام نہ کرنے والوں سے شریعت نے جنگ کی اجازت دی ہے.. تو یہ جنگ امیرِ معاویہ و مروان کیخلاف فرض تھی...کیونکہ علی علیہ السلام تو پھر بھی گھیراؤ کیوقت محافظینِ حضرت عثمان رض میں شامل تھے لیکن امیرِ معاویہ و مروان تو محافظین میں بھی شامل نہیں تھے.........

اب حوالے مذکور ہیں کہ اصحاب حضرت عثمان رض سے اختلافات رکھتے تھے.. اگر اس اختلاف نے ان اصحاب پر حضرت عثمان رض کیخلاف اقدام کو حرام قرار دیا تو پھر امیرِ معاویہ کو باوجود اختلافات کے علی علیہ السلام سے جنگ کرنا بھی اسی شریعت و حکم کے تحت حرام قرار پایا....

نوٹ چوتھے خلیفہِ راشد اُمیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ نے مندرجہ بالا حدیث نمبر-13 میں تیسرے خلیفہ راشد اُمیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان ؓ کا ذِکر کیوں کیا؟ **06**
اِس اَہم بات کی حقیقت و حکمت اور **اُمیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان ؓ کی مظلومانہ شہادت کی حقیقی وجوہات** کو جاننے کیلئے **صحیح اَحادیث (نمبر-14 تا نمبر-16)** ملاحظہ فرمائیں:

14 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا محمد بن حنفیہ تابعی رحمہ اللہ (جو سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کی دوسری بیوی سیدہ حنفیہ رحمہا اللہ کے بیٹے تھے) بیان فرماتے ہیں: اگر سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ نے سیدنا عثمان بن عفان ؓ کا ذِکر برائی سے کرنا ہوتا تو اُس دِن کرتے جب کچھ لوگوں نے آ کر اُن (سیدنا علی ؓ) سے سیدنا عثمان ؓ کے گورنروں (کی ناانصافیوں و مظالم) کی شکایت کی تو اُنھوں نے مجھے حکم دیا: ''رسولُ اللہ ﷺ کی لکھوائی ہوئی یہ تحریر (جو بیت المال سے متعلق شرعی اَحکام پر مشتمل تھی) ساتھ لے کر سیدنا عثمان ؓ کے پاس جاؤ اور اُنہیں سمجھاؤ کہ اَپنے گورنروں کو بیت المال میں رسولُ اللہ ﷺ کے سنت طریقہ پر تصرف کرنے کا حکم دیں۔'' چنانچہ میں سیدنا عثمان ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا (اور سیدنا علی ؓ کا پیغام پہنچادیا) تو اُنہوں (سیدنا عثمان ؓ) نے مجھ سے فرمایا: ''ہمیں اِس (رسولُ اللہ ﷺ کی لکھوائی تحریر) کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔'' چنانچہ میں اُس کو لے کر سیدنا علی ؓ کے پاس واپس آیا اور سارا واقعہ بیان کر دیا تو سیدنا علی ؓ نے فرمایا: ''اِس (رسولُ اللہ ﷺ کی لکھوائی ہوئی تحریر) کو اُسی جگہ پر رکھ دو جہاں سے اُٹھایا تھا۔'' **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا علی بن حسین تابعی رحمہ اللہ (المعروف اِمام سجاد زین العابدین) مروان بن حکم کا بیان نقل کرتے ہیں: ''میں (مروان) سیدنا عثمان بن عفان ؓ اور سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کے پاس اُس وقت موجود تھا جبکہ سیدنا عثمان ؓ حجِ تمتع (ایک ہی سفر میں حج اور عمرہ دونوں اَدا کرنے) سے منع کر رہے تھے۔ جب سیدنا علی ؓ نے یہ صورتِ حال دیکھی تو کہا: ''لبیک بعمرة وحجة'' (یعنی عمرہ اور حج اِکٹھا ادا کرنے کا اِعلان کیا) اور فرمایا: ''میں کسی شخص کے کہنے پر رسولُ اللہ ﷺ کی سنت ترک نہیں کروں گا۔'' **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سعید بن مسیب تابعی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: سیدنا عثمان بن عفان ؓ اور سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ دونوں مقام عُسفان پر اِکٹھے ہوئے اور سیدنا عثمان ؓ حجِ تمتع سے روک رہے تھے تو سیدنا علی ؓ نے (سیدنا عثمان ؓ سے) فرمایا: ''آپ ؓ ایک اَیسے عمل سے کیوں منع کر رہے ہیں جسے خود رسولُ اللہ ﷺ نے اَدا فرمایا ہے؟'' جواب میں سیدنا عثمان ؓ نے (سیدنا علی ؓ سے) فرمایا: ''آپ ؓ ہمارے معاملے میں دَخل نہ دیں۔'' سیدنا علی ؓ نے فرمایا: ''میں اِسے (دَخل دیئے بغیر) چھوڑ نہیں سکتا۔'' پھر جب سیدنا علی ؓ نے یہ صورتِ حال دیکھی (کہ خلیفہِ ثالث اُمیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان ؓ اُسی فیصلے پر ہی قائم ہیں) تو دونوں (حج و عمرہ) کو اِکٹھا اَدا کرنے کا اِعلان کیا۔ **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** ابو ساسان تابعی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: میں سیدنا عثمان ؓ کے پاس موجود تھا کہ ولید بن عقبہ کو لایا گیا۔ (**نوٹ:** سیدنا عثمان ؓ کے اِس گورنر کا تفصیلی تعارف آگے آ رہا ہے) اُس (ولید بن عقبہ) نے نمازِ فجر کی دو رکعت پڑھائیں اور پھر (نمازیوں سے) پوچھا: ''اور پڑھادوں؟'' چنانچہ دو اَشخاص نے گواہی دی جن میں سے ایک حمران تھا، کہ اُس (ولید) نے شراب پی ہوئی ہے۔ ایک اور آدمی نے گواہی دی کہ میں نے اُس (ولید) کو قے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ تو سیدنا عثمان ؓ نے فرمایا: ''اِس نے شراب پی ہے اِسی لئے تو قے کی ہے۔'' پھر فرمایا: ''اَے علی ؓ! اُٹھیں اور اِسے (شراب نوشی کی حد) کوڑے لگائیں۔'' سیدنا علی ؓ نے (اَپنے بیٹے سے) فرمایا: ''اَے حسن ؓ! اُٹھو اور اِسے کوڑے لگاؤ۔'' اس پر سیدنا حسن ابن علی ؓ نے عرض کیا: ''جنھوں نے اِس شخص (کے اِقتدار) کا مزا لیا ہے وہی (یعنی سیدنا عثمان ؓ) اِس کی تلخی بھی برداشت کریں۔'' (**نوٹ:** دَراَصل سیدنا حسن ابن علی ؓ کو ولید بن عقبہ جیسے بدکردار شخص کو گورنری کے عہدے پر فائز کرنے پہ شدید غصہ بھی تھا اور وہ بنواُمیہ اور بنوہاشم کے درمیان ہونے والے ممکنہ قبائلی تعصب سے بھی اِجتناب کرنا چاہتے تھے۔) پھر سیدنا علی ؓ نے فرمایا: ''اَے عبداللہ ابن جعفر! تم اُٹھو اور اِسے کوڑے لگاؤ۔'' چنانچہ اُنھوں نے کوڑے لگانے شروع کئے اور جب چالیس پر پہنچے تو (سیدنا علی ؓ) نے فرمایا: ''بس کرو! کیونکہ رسولُ اللہ ﷺ چالیس کوڑے لگوایا کرتے تھے، سیدنا ابوبکر ؓ بھی چالیس لگواتے تھے، اور (جبکہ) سیدنا عمر ؓ نے اَسی کوڑے بھی لگوائے تھے۔ اور یہ سب عمل سنت ہی ہیں مگر یہ (چالیس والا عدد) مجھے (رسولُ اللہ ﷺ کی سنت ہونے کے باعث) زیادہ پسند ہے۔'' **[صحیح بُخاری: 3111، 3112 اور 1563 ، صحیح مُسلم: 2964 اور 4457]**

نوٹ ولید بن عقبہ، سیدنا عثمان ؓ کا سوتیلا بھائی اور اُن کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا۔ اِسکی غیر اَخلاقی حرکتوں اور اِسی طرح سیدنا عثمان ؓ کی جانب سے (تالیفِ قلب کیلئے) لگائے گئے بنواُمیہ ہی کے چند رشتہ دار گورنروں کے اَفعال کی وجہ سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خلیفہِ ثالث اُمیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان ؓ سے ناراض تھے اور بالآخر یہی معاملات سیدنا عثمان ؓ کی مظلومانہ شہادت کا سبب بھی بنے۔ شہادتِ عثمان ؓ کو عبداللہ ابن سبا یہودی ملعون کے ایک بالکل اَلگ تھلگ فتنے سے جوڑ دینا دَراَصل صحیح الاسناد اَحادیث اور مستند تاریخ سے ناواقفیت اور فرقہ وارانہ کتمانِ حق کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ اِسی ضمن میں **محدثِ اعظم پاک و ہند شیخ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ (المُتوفی-1435 ہجری)** نے **سُنی** اور **شیعہ** دونوں کی مستند کتابوں سے ثابت کیا ہے کہ عبداللہ ابن سبا یہودی ملعون دونوں ہی مکاتبِ فکر کے ہاں نہ صرف ایک منافق شخصیت کے طور پر جانا جاتا ہے بلکہ یہاں تک مذکور ہے کہ اِسے چوتھے خلیفہ راشد اُمیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ نے اَپنے دورِ خلافت میں اِسکے خلافِ توحید گمراہ کن عقائد اور سیدنا مولیٰ علی ابن ابی طالب ؓ کی شان میں غلو پر مبنی نظریات پھیلانے کے سنگین جرم کی پاداش میں قتل کروا کے آگ میں ڈال کر جلوا بھی دیا تھا: **[فتاویٰ عِلمیہ المعروف توضیحُ الاَحکام لِلحافظ شیخ زبیر علیزئی : جلد - 1 اور صفحہ - 153 تا 159]**

15 **سُنن نسائی کی حدیث میں ہے:** سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ فتحِ مکہ کے دِن رسولُ اللہ ﷺ نے سب لوگوں کو اَمان دے دی (یعنی جان بخشی کا اعلان فرمادیا) مگر چار مردوں اور دو عورتوں کے متعلق حکم فرمایا: ''اُنہیں قتل کر دو خواہ یہ کعبہ کے پردوں سے کیوں نہ چمٹے ہوں (یعنی جان بچانے کے لئے کعبہ کی حرمت کا سہارا لیں تب بھی قتل کر دو کیونکہ اُن چاروں کے جرائم ناقابلِ معافی تھے) اِن چاروں میں عکرمہ بن ابوجہل، عبداللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح شامل تھے۔ چنانچہ عبداللہ بن خطل کعبہ کے پردوں سے چمٹی ہوئی حالت میں پکڑا گیا تو اُس کی طرف سیدنا سعید بن حریث ؓ اور سیدنا عمار بن یاسر ؓ دونوں لپکے مگر سیدنا عمار ؓ جوان آدمی تھے اس لئے پہلے جا پہنچے اور اُسے مار

07 ڈالا۔ اِسی طرح مقیس بن صبابہ بازار میں لوگوں کے ہتھے چڑھ گیا اور وہیں مارا گیا، البتہ عکرمہ بن ابوجہل فرار ہو کر بحری جہاز پر سوار ہو گیا۔ سمندری سفر کے دوران طوفان نے آلیا تو سب کہنے لگے، اَب تو صرف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو، یہاں تمہارے (جھوٹے) معبود کچھ کام نہ آئیں گے۔ چنانچہ عکرمہ نے (دِل میں) دُعا کرتے ہوئے عرض کیا: "اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر صرف اللہ تعالیٰ ہی مجھے سمندری آفت سے نجات دِلاسکتا ہے تو خشکی میں بھی وہی نجات دہندہ ہے۔ اَے اللہ تعالیٰ! میرا تجھ سے پکا عہد ہے کہ اگر تو نے مجھے اِس (طوفان) سے بچالیا تو سیدھا جا کر (تیرے نبی) محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور اُن کے ہاتھوں میں ہاتھ دے دوں گا (یعنی اِسلام قبول کرلوں گا) یقیناً وہ بہت معاف کرنے والے اور وسیع الظرف شخصیت کے مالک ہیں۔ چنانچہ پھر (جب اُسے نجات ملی تو) وہ آیا اور (آپ ﷺ کے ہاتھ پر) اِسلام قبول کرلیا۔ اَب (چوتھا نا قابلِ معافی شخص) عبداللہ بن ابی سرح (کچھ عرصہ کیلئے) سیدنا عثمان بن عفان ؓ کے پاس روپوش رہا (**نوٹ**: سیدنا عثمان ؓ نے قریبی رشتہ داری کی بنا پر اُسے پناہ دے دی تھی)، پھر جب آپ ﷺ نے سب لوگوں کو بیعتِ اِسلام کے لئے بلایا تو وہ (سیدنا عثمان ؓ) اُس (عبداللہ بن ابی سرح) کو لے کر رسولُ اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اِس کی بیعت بھی قبول فرمالیں۔ رسولُ اللہ ﷺ نے نظر مبارک اُٹھا کر اُس کو تین بار دیکھا مگر سر مبارک کا اِشارہ فرما کر (تینوں بار بیعت لینے سے) اِنکار فرمایا۔ پھر آخر کار بیعت لے لی۔ مگر پھر (اُن دونوں کے جانے کے تھوڑی دیر بعد) رسولُ اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اِرشاد فرمایا: "تم میں کوئی ایک سمجھدار آدمی بھی اَیسا نہ تھا جو (صورتِ حال کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے) اُس (عبداللہ بن ابی سرح) کو قتل کر دیتا جبکہ میں اُس کی بیعت سے گریز کر رہا تھا۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: "اَے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! ہمیں آپ ﷺ کی خواہش کا علم کیونکر ہو سکتا تھا؟ (بس ایک دفعہ ہمیں) آپ ﷺ آنکھ سے اِشارہ فرما دیتے!" آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: "کسی بھی نبی کے شایانِ شان نہیں ہے کہ وہ آنکھ سے اِشارہ کرے۔" (**نوٹ**: آنکھ سے اِشارہ کرنے کا یہ عمل ہر معاشرے میں ایک قسم کی خیانت سمجھا جاتا ہے) **سُنن نسائی کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: "جو کوئی کفر کرے اللہ تعالیٰ کے ساتھ، سوائے اُس کے کہ جسے مجبور کیا جائے، تو اُس کے لئے بڑا عذاب ہے۔" [اَلنحل : 106] کی تفسیر میں فرمایا کہ اِس حکم کو منسوخ کر دیا گیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا: "پھر بے شک آپ ﷺ کا رَب بہت بخشنے والا مہربان ہے، اُن لوگوں کو جو فتنے میں ڈالے گئے تھے پھر اُنہوں نے ہجرت کی پھر جہاد کیا اور صبر کیا۔" [اَلنحل : 110] سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا: "سورۃ النحل کی یہ آیت جس میں شرحِ صدر ہونے کے باوجود کفر کرنے کا ذکر ہے، یہ آیت عبداللہ بن ابی سرح کے بارے میں ہے جو (سیدنا عثمان ؓ کی طرف سے) مصر کا گورنر بن گیا تھا۔ (حالانکہ) یہ رسولُ اللہ ﷺ کا کاتب تھا پھر شیطان نے اِسے پھسلایا اور یہ کفار سے جاملا تو آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دِن اِسے قتل کرنے کا حکم دیا مگر سیدنا عثمان ؓ نے (اَپنی رشتہ داری کے سبب سفارش کر کے) اِسے پناہ دِلوادی تھی۔" **سُنن ابو داؤد کی حدیث میں ہے:** اَمیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب ؓ کے مؤذن سیدنا اَقرع تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر ؓ نے مجھے ایک پادری کے پاس بھیجا اور پھر اُسے سیدنا عمر ؓ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ سیدنا عمر ؓ نے اُس سے پوچھا: "کیا میرا ذِکر تمہاری کتاب میں موجود ہے؟" اُس نے عرض کیا: "جی ہاں!" پھر آپ ؓ نے فرمایا: "میرے بارے میں کیا لکھا ہے؟" اُس نے عرض کیا: "ایک قرن!" (یہ سن کر) آپ ؓ نے اُس پر (مارنے کے لئے) دُرّہ تان لیا پھر پوچھا: "کس قسم کا قرن؟" اُس نے عرض کیا: "شدید مضبوط اور سخت اَمانت دار" آپ ؓ نے پوچھا: "میرے بعد آنے والے (خلیفہ) کا ذِکر کن اَلفاظ میں ہے؟" اُس نے عرض کیا: "اُس کا ذکر یہ ہے کہ وہ خلیفہ تو نیک ہوگا، مگر وہ اَپنے رشتہ داروں کو ترجیح دے گا۔" سیدنا عمر ؓ نے (یہ سن کر) تین بار یہ دُعا کی: "اللہ تعالیٰ عثمان پر رحم کرے۔" (**نوٹ**: سیدنا عمر ؓ اُس پیش گوئی کو سمجھ گئے کیونکہ اُنھیں مندرجہ بالا صحیح الاسناد اَحادیث میں آئے واقعات کی روشنی میں سیدنا عثمان ؓ کی یہ بشری کمزوری خوب معلوم تھی) سیدنا عمر ؓ نے پھر سوال کیا: "اُس (سیدنا عثمان ؓ) کے بعد آنے والے کا کیا ذکر ہے؟" اُس نے عرض کیا: "وہ تو لوہے میں ہی لپٹا رہے گا۔ (یعنی جنگوں میں مصروف رہے گا)" (یہ سن کر) سیدنا عمر ؓ نے اَپنا ہاتھ اُس کے سر پر رکھا اور فرمایا: "اَے نالائق! اَے نالائق! (یہ کیا کہہ رہا ہے؟)" اُس نے عرض کیا: "اَے امیر المومنین! بیشک وہ (یعنی سیدنا علی ؓ) ایک نیک سیرت خلیفہ ہوگا، لیکن اُس کے خلیفہ بنائے جانے کے وقت تلوار نیام سے نکالی جا چکی ہوگی اور خون بہایا جا رہا ہوگا (یعنی مسلمانوں میں باہمی خانہ جنگی شروع ہو چکی ہوگی) **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوبکرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے ایک دِن (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے) پوچھا: "کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟" ایک شخص نے عرض کیا: "جی ہاں! میں نے یہ دیکھا کہ آسمان سے ایک ترازو اُترا ہے، جس میں آپ ﷺ اور سیدنا ابوبکر ؓ کو تولا گیا تو آپ ﷺ بھاری نکلے، اور پھر سیدنا عمر ؓ اور سیدنا ابوبکر ؓ کو آپس میں تولا گیا تو سیدنا ابوبکر ؓ بھاری ثابت ہوئے، پھر سیدنا عمر ؓ اور سیدنا عثمان کا وزن کیا گیا تو سیدنا عمر ؓ کا وزن زیادہ نکلا، پھر وہ ترازو (واپس آسمان کی طرف) اُٹھا لیا گیا۔" (یہ سن کر) ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر ناگواری کے اثرات ظاہر ہوگئے۔ (یعنی شہادتِ عمر ؓ کے بعد مُعاملات میں تغیر آنے لگے گا۔) [سُنن نسائی : 4072 اور 4074 ، قال الشیخ الالبانی والشیخ زبیر علیزئی : إسنادہ صحیح]

[سُنن ابی داؤد : 4656 ، قال الشیخ زبیر علیزئی : إسنادہ صحیح ، جامع ترمذی : 2287 ، قال الامام الترمذی والشیخ الالبانی : إسنادہ صحیح]

16 **صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص رسولُ اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ ایک چھتری نما بادل سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے اور لوگ اُسے اپنی ہتھیلیوں میں سمیٹ رہے ہیں، کوئی زیادہ اور کوئی کم لے رہا ہے، پھر اَچانک ایک رَسی دیکھی جو زمین سے آسمان تک تنی ہوئی تھی۔ پھر میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ اِس رَسی کو پکڑ کر اوپر چڑھ گئے۔ پھر آپ ﷺ کے بعد ایک اور آدمی اُسی رَسی کو پکڑ کر اوپر چڑھ گیا، پھر اُس کے بعد ایک دوسرے شخص نے اُسی رَسی کو پکڑا اور اوپر چڑھ گیا، پھر ایک تیسرے شخص نے اُسی رَسی کو پکڑا تو وہ رَسی ٹوٹ گئی مگر پھر اُس رَسی کو اُس شخص کیلئے جوڑ دیا گیا۔ (یہ خواب سن کر) سیدنا ابوبکر ؓ نے عرض کیا: "اَے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، مجھے اِس (خواب) کی تعبیر بیان کرنے کی اِجازت دیجئے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "ٹھیک ہے تعبیر

صحیح و ضعیف تاریخ طبری روایت 246 حکم طاهر برزنجی رجال ثقات..

ذكر الخبر عن قتل عثمان رضي الله عنه

٢٤٦ ـ حدثني أحمد بن إبراهيم؛ قال: حدّثنا عبد الله بن إدريس ، عن عبيد الله بن عمر ، عن نافع : أنّ جَهْجاهاً الغِفاريّ أخذ عصاً كانت في يد عثمان ، فكسرها على ركبته ، فرمى في ذلك المكان بأكله[١] . (٤ : ٣٦٧) .

٢٤٧ ـ حدّثني يعقوب بن إبراهيم ، قال: حدّثنا معتمِر بن سليمان التيميّ ، قال: حدّثنا أبي ، قال: حدّثنا أبو نَضْرة عن أبي سعيد مولى أبي أسَيْد الأنصاريّ، قال: أشرف عليهم عثمان رضي الله عنه ذات يوم ، فقال: السلام عليكم ، قال: فما سمع أحداً من الناس ردّ عليه إلاّ أن يردّ رجل في نفسه ، فقال: أنشدُكم بالله هل علمتم أني اشتريت رومة من مالِي يستعذَب بها ، فجعلت رِشائي منها كرِشاء رجل من المسلمين! قال: قيل: نعم. قال: فما يمنعني أن أشرب منها حتى أفطر على ماء البحر! قال: أنشدكم الله هل علمتم أنّي اشتريت كذا وكذا من الأرض فزدته في المسجد؟ قيل: نعم ، قال: فهل علمتم أحداً من الناس مُنع أن يصلّي فيه قبلي! قال: أنشدكم الله ، هل سمعتم نبيّ الله ﷺ يذكر كذا وكذا؛ أشياء في شأنه ، وذكْرَ الله إياه أيضاً في كتابه المفصّل. قال: ففشا النهي.

قال: فجعل الناس يقولون: مهلاً عن أمير المؤمنين ، قال: وفشا النهي ، قال: وقام الأشتر ـ قال: ولا أدري يومئذ أو في يوم آخر ـ فقال: لعله قد مكر به وبكم! قال: فوطئه الناس ، حتى لقي كذا وكذا ، قال: فرأيته أشرف عليهم مرّة أخرى ، فوعظهم وذكّرهم ، فلم تأخذ فيهم الموعظة. وكان الناس تأخذ فيهم الموعظة أوّلَ ما يسمعونها؛ فإذا أعيدت عليهم لم تأخذ فيهم. قال: ثم إنه فتح الباب ووضع المصحف بين يديه. قال: وذاك أنه رأى من الليل أنّ نبيّ الله ﷺ يقول: «أفطر عندنا الليلة»[٢] . (٤ : ٣٨٣) .

---

(١) رجاله ثقات وأخرجه ابن أبي شيبة (٧/ ٤٨٨).

(٢) إسناده ضعيف ، وأما منع عثمان الصحابة ومن معهم من التابعين من الدفاع عنه وأمرهم بالرجوع فسمعوا له وأطاعوا إلا ثلاثة من الشباب أو أربعة ، فقد أخرج ابن عبد البر في الاستيعاب (٨/ ٤٥) عن كنانة مولى صفية بنت حيي بن أخطب قال: شهدت مقتل عثمان ، فأخرج من الدار أمامي أربعة من شبان قريش ملطخين بالدم محمولين ، كانوا يدرؤون عن=

اجتہادی خطا.... کیا اجتہاد کے نام پر انسان آزاد ہے کہ جو چاھے کرے اور اگر اجتہاد صحیح ہوا تو دوھرا ثواب اور غلط ہوا تو اکہرے ثواب کا مستحق قرار پائیگا.... اور کیا صحابی کا ہر وہ فعل جو غلطی پر مبنی ہو کیا وہ مخلصانہ اجتہادی خطا قرار پائیگی..اور اس پر اکہرے ثواب کا وعدہ ہے.... تو ہم دیکھتے ہیں کہ عبد الرحمٰن ابنِ ملجم کو امام ذھبی نے کتاب تجرید اور ابنِ حجر عسقلانی نے کتاب الاصابہ میں اصحاب میں شمار کیا ہے.اور ابنِ حزم فرماتے ہیں کہ امت میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ عبد الرحمٰن ابنِ ملجم نے اجتہاد کیا.اور اسی اجتہاد کا نتیجہ علی علیہ السلام کی شہادت تھا..اور امام ابنِ تیمیہ فرماتے ہیں..کہ ابنِ ملجم ایک عبادتگزار انسان تھا.اور اس نے علی علیہ السلام کو خالصتاً رضائے الہیٰ و نبی(ص) کیلیئے شہید کیا تھا. لہذا ابنِ ملجم صحابی بھی ہو گیا..اسکا اجتہاد بھی خالصتاً رضائے الہیٰ کیلیئے ثابت ہو گیا تو اب کیا امتِ مسلمہ اس کو رضی اللہ عنہ اور اکہرے ثواب کا مستحق قرار دیگی.اگر نہیں تو کیا اسکیوجہ وہ حدیث نہیں ہے کہ جسمیں نبی(ص) نے اسے بدبخت ترین انسان قرار دیا ہے..اس وعید کیوجہ سے اسکی صحابیت و اجتہاد دونوں اسے اچھا انسان ثابت نہیں کر سکتے ورنہ ہم نص کے منکر قرار پائینگے... اسی طرح ابوالغادیہ جو کہ صحابی تھا لیکن امام البانی نے فرمایا اسکیخلاف وعید موجود ہے تو ہم اسکے فعل کو اجتہادی خطا نہیں کہتے..تو امیرِ معاویہ کے فعل کیخلاف تو متواتر حدیث میں جہنمی گروہ ہونے کی وعید ہے.پھر امیرِ معاویہ کے فعل کی تاویل کیوں کریں..کیا ہم نص کے منکر بن جائیں....

تجريد
أسماء الصحابة

تأليف

الحافظ شمس الدين ابو عبد الله
محمد بن احمد بن عثمان بن قايماز الذهبي،

٦٧٣ - ٧٤٨ هـ

الجزء الأول

الناشر
دار المعرفة
للطباعة والنشر
بيروت - لبنان

٣٧٧٢ ـ عبد الرحمن بن مطرح ذكره وثيمة له شعر .

٣٧٧٣ ـ (د) عبد الرحمن بن مطيع بن نوفل كذا وهموا فيه و انما هو ابن مطيع عن نوفل بن معاوية .

٣٧٧٤ ـ (د ه) عبد الرحمن بن معاذ بن جبل توفى مع ابيه فى طاعون عمواس لا صحبة له « ب » .

٣٧٧٥ ـ (د ه) عبد الرحمن بن معاذ بن عثمان بن عمر بن كعب التيمى ابن عم طلحة . روى عنه محمد بن ابراهيم التيمى و لم يدركه « ب د ع » .

٣٧٧٦ ـ (د) عبد الرحمن بن معاوية لا تصح له صحبة نزل مصر . و روى عنه سويد بن قيس . مرسل . « د ع » .

٣٧٧٧ ـ عبد الرحمن بن معقل السلمى صاحب الدثينة له . حديث فى النهى عن اكل الثعلب و غيره « ب د ع » .

٣٧٧٨ ـ عبد الرحمن بن معمر الانصارى لا تصح له صحبة . له حديث فى السحور و عنه محمد بن ابراهيم « د ع » .

٣٧٧٩ ـ عبد الرحمن بن مقرن بن عائذ المزنى له صحبة . ذكره ابن سعد .

٣٧٨٠ ـ عبد الرحمن بن الكفوف . له ذكر فى صلوة الاعمى لايصح « س » .

٣٧٨١ ـ عبد الرحمن بن مل ابو عثمان النهدى اسلم فى حياة النبى صلى الله عليه وسلم و هو مخضرم « ب د ع » .

٣٧٨٢ ـ عبد الرحمن بن ماجم المرادى قاتل امير المؤمنين على . ذكر ابن يونس انه قرأ على معاذ بن جبل .

٣٧٨٣ ـ عبد الرحمن بن النحام و يقال ابن ام النحام الذى قال و ما الدرجة قال ليست بعتبة امك « د ع » .

٣٧٨٤ ـ عبد الرحمن بن النعمان بن بزرج . ذكره (سيف) فى الفتوح و انه اسلم فى عهد النبى صلى الله عليه وسلم .

ابنِ حجر العسقلانی راوی 6382..عبد الرحمٰن بن ملجم...

۶۳۸۰ عبدالرحمٰن بن مُطَرّح الحنفی ✿

دورِ جاہلیت پایا ہے۔ جب اہل یمامہ مرتد ہوئے تو انہوں نے مسیلمہ اور اپنی قوم کی مخالفت کی اور حضرت ابوبکر کو خط میں ان کے خفیہ ٹھکانے بتائے۔ وثیمہ نے ان کا ذکر کیا اور ان کا وہ شعر نقل کیا ہے جس میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی مدح کرتے ہیں:

لسنا نعزّك من حنيفة إنهم ۔۔۔ والراقصاتِ الی مِنی كفّارُ

ہم بنی حنیفہ کے ان لوگوں میں سے نہیں کہ آپ کو دھوکا دیں منی تک جانے والے رقص کرتے جانوروں کی قسم وہ تو کافر ہیں۔

۶۳۸۱ (ز) عبدالرحمٰن بن مُلّ ✿

ابن عمرو بن عدی بن وھب بن ربیعہ بن سعد بن خزیمہ بن کعب بن رفاعہ بن مالک بن نہد۔ ابوعثمان النہدی کنیت سے مشہور ہیں۔ ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا ہے اور ایک جماعت نے ان کی پیروی کی ہے ابوعمر کے حوالہ سے کچھ رہ گیا جس کا ذکر کرنا ضروری تھا۔ ابن سعد ✿ نے اسے ذکر کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے بطریق عاصم ان کا ذکر کیا ہے کہ ابوعثمان سے کسی نے پوچھا اور میں سن رہا تھا: کیا آپ نے دورِ نبوی پایا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ میں آپ کے دور میں مسلمان ہوا تھا اور آپ کی طرف تین بار زکوٰۃ بھیجی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں کئی جنگوں میں شرکت کی۔ ابن ابی خیثمہ نے بطریق حمید بن ابی عثمان روایت کی ہے فرمایا: جاہلیت میں جب ہم سفر کرتے تو اونٹ پر ایک پتھر (پوجا کے لئے) رکھ لیتے راہ میں اگر اس سے اچھا پتھر مل جاتا تو اسے پھینک کر اُسے اٹھا لیتے اور اگر وہ پڑے پڑے اونٹ سے گر جاتا تو ہم کہتے: تمہارا معبود گر گیا چنانچہ وہ اور تلاش کرنے لگتے۔ ابن مدینی کا قول ہے: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد مدینہ آئے۔ اسی دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ نامزد ہوئے تو آپ سے سماع کیا۔ اس کے بعد کوفہ فروکش ہوئے۔ جب سانحۂ شہادت حسین رضی اللہ عنہ پیش آیا تو بصرہ منتقل ہو گئے۔ ابوعثمان نے اکابر صحابہ سے سماع کیا ہے چنانچہ حضرت عمر، علی، سعد، سعید، طلحہ، ابن مسعود، حذیفہ، بلال، ابوہریرہ، ابوموسیٰ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وعنہم وغیرہ سے روایت کی ہے ان سے قتادہ، سلیمان التیمی، ثابت، عاصم الاحول، عوف خالد الحذاء، ایوب اور حمید وغیرہ نے روایت کی ہے۔ عبدالقاہر بن السری بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں کہ ابوعثمان نے ساٹھ (۶۰) حج اور عمرے کیے وہ کہا کرتے تھے۔ میری عمر ایک سو تیس (۱۳۰) سال ہوگئی ہے۔ عمرو بن علی فرماتے ہیں ۹۵ھ میں ابن معین کہتے ہیں ۱۰۰ھ میں اور خلیفہ کا قول ہے ۱۰۰ھ کے بعد فوت ہوئے۔

۶۳۸۲ عبدالرحمٰن بن مُلْجَم المرادی ✿

(اس امت کا بدبخت ترین شخص)۔ دورِ ✿ جاہلیت دیکھا ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہجرت کی، حضرت معاذ بن جبل سے قرآن پڑھا بعد میں خوارج کے سرغنوں میں شامل ہو گیا یہ ابوسعید بن یونس کا قول ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نص کی بنا پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی وجہ سے یہ اس امت کا بدبخت ترین شخص ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹوں نے اسے قتل کر دیا جو

✿ تجرید (۳۵۶/۱) ✿ اسد الغابة (۳۳۹۶) استیعاب (۱٤٦٩) تجرید (۳٥٦١)

✿ الطبقات الکبریٰ (۹۷/۷) ✿ تجرید (۳٥٦/۱) ✿ الطبقات الکبریٰ (۳۰/۳)

رمضان چوالیس (۴۴ھ) کا واقعہ ہے۔ ذہبی نے تجرید میں اس کا ذکر کیا ہے کہ ان کی شرط کے مطابق ہے لیکن یہ اس کا اہل نہیں کہ ان لوگوں کے ساتھ اس کا ذکر کیا جائے۔ ''لسان المیزان'' میں میں نے تفصیل سے اس کے حالات قلمبند کیے ہیں۔

الأيصال في المحلى بالآثار

تصنيف
الإمام الجليل المحدث الفقيه الأصولي
أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الاندلسي

تحقيق
الدكتور عبد الغفار سليمان البنداري

الجزء الحادي عشر

أحكام الجراحات، أحكام الجنين، العواقل،
القسامة، قتل اهل البغي

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

ابنِ ملجم نے علی علیہ السلام کو شہید کرنے میں بلا اختلاف اجتہاد کیا ..

ولا عن مبتدع ـ وإن عذروهما في ذلك ـ فلنا من العذر ما ليعقوب، ومحمد ـ وقد بطل تشنيعهم في الأبد بمثل هذا، وهذا واضح .

ولله الحمد.

وقال أبو محمد: فكان من اعتراض الشافعيين أن قالوا: إن الحسن بن علي ـ رضي الله عنهما ـ كان إماماً فنظر في ذلك بحق الإمامة، أو قتله بالمحاربة لا قوداً ـ وهذا ليس بشيء، لأن عبد الرحمن بن ملجم لم يحارب، ولا أخاف السبيل.

وليس للإمام ـ عند الشافعيين ـ ولا للوصي، أن يأخذ القود لصغير حتى يبلغ ـ فبطل تشنيعهم[١] إلا أن هذه القصة عائدة على الحنفيين بمثل ما شغبوا به على الشافعيين سواء سواء، لأنهم والمالكيون لا يختلفون في أن من قتل آخر على تأويل فلا قود في ذلك.

ولا خلاف بين أحد من الأمة في أن عبد الرحمن بن ملجم لم يقتل علياً ـ رضي الله عنه ـ إلا متأولاً مجتهداً مقدراً أنه على صواب.

راوی صحیح بخاری

وفي ذلك يقول عمران بن حطان شاعر الصفرية:

يا ضربة من تَقِيّ ما أراد بها	إلا ليبلغ من ذي العرش رضوانا
إني لأذكره حيناً فأحسبه	أوْفى البرية عند الله ميزانا

أي لا أفكر فيه ثم أحسبه ـ فقد حصل الحنفيون من خلاف الحسن بن علي على مثل ما شغبوا[٢] به على الشافعيين، وما ينقلون أبداً من رجوع سهامهم عليهم، ومن الوقوع فيما حفروه.

فظهر تناقض الحنفيين، والمالكيين في الفرق بين الغائب والصغير.

وأما قولهم: إن الصغير يولى عليه، والغائب لا يولى عليه، فلا شبهة [لهم][٣] في هذا، لأن الغائب يوكل له أيضاً كما يولى على الصغير.

---

(١) في النسخة ١٤: «شغبهم».
(٢) في النسخة ٤٥ «ما شنعوا» تصحيف.
(٣) زيادة من النسخة ٤٥.

مِنهاج السُّنة النبوية

في نقض كلام الشيعة القدرية

لابن تيمية
أبي العباس تقي الدين أحمد بن عبد الحليم

تحقيق
الدكتور محمد رشاد سالم

الجزء السابع

١٤٠٦ - ١٩٨٦

وإذلال الكفّار والمنافقين أعظم من تأثير عليّ، وأن الكفار والمنافقين أعداء الرسول يبغضونه أعظم مما يبغضون عليًّا.

ولهذا كان الذي قتل عمر كافراً يبغض دين الإسلام، ويبغض الرسول وأمته، فقتله بغضاً للرسول ودينه وأمته. والذى قتل عليًّا كان يصلى ويصوم ويقرأ القرآن، وقتله معتقداً أن الله ورسوله يحب قتل عليّ، وفعل ذلك محبة لله ورسوله ـ فى زعمه ـ وإن كان فى ذلك ضالاً مبتدعا.

والمقصود أن النفاق فى بغض عمر أظهر منه في بغض عليّ. ولهذا لما كان الرافضة من أعظم الطوائف نفاقاً كانوا يسمّون عمر فرعون الأمة. وكانوا يوالون أبا لؤلؤة ـ قاتله الله ـ الذى هو من أكفر الخلق وأعظمهم عداوة لله ولرسوله[1].

﴿ فصل ﴾

تابع كلام الرافضي: البرهان السادس عشر: (والسابقون السابقون) .... الخ.

قال الرافضي[2]: البرهان السادس عشر: قوله تعالى: ﴿والسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ * أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُون﴾ [سورة الواقعة: ١٠-١١][3].

روى أبو نُعيم[4] عن ابن عباس[5] فى هذه الآية: سابق هذه الأمة

(١) ن: ورسوله؛ س، ب: .. ورسوله، والله أعلم.

(٢) في (ك) ص ١٥٦ (م) - ١٥٧ (م).

(٣) ن، م، س: (الذين آمنوا وهاجروا وجاهدوا في سبيل الله)، (والسابقون السابقون * أولئك المقربون).

(٤) ك: أبو نعيم الحافظ.

(٥) ن، س، ب: عن ابن عباس قال...

امام البانی ابو الغادیہ کیلیئے تاویل ممکن نہیں کیونکہ وعید موجود ہے

٢٠٠٨ ـ (قاتِلُ عمَّارٍ وسالِبُهُ في النَّارِ).

رواه أبو محمد المخلدي في «ثلاثة مجالس من الأمالي» (٧٥ / ١ ـ ٢) عن ليث عن مجاهد عن عبد الله بن عمرو مرفوعاً.

قلت: وهذا إسناد ضعيف، ليث ـ وهو ابن أبي سليم ـ كان اختلط.

لكن لم ينفرد به، فقال عبد الرحمن بن المبارك: ثنا المعتمر بن سليمان عن أبيه عن مجاهد به.

أخرجه الحاكم (٣ / ٣٨٧)، وقال:

«تفرد به عبد الرحمن بن المبارك، وهو ثقة مأمون، فإن كان محفوظاً؛ فإنه صحيح على شرط الشيخين».

قلت: له طريق أخرى، فقال الإمام أحمد (٤ / ١٩٨)، وابن سعد في «الطبقات» (٣ / ٢٦٠ ـ ٢٦١) والسياق له: أخبرنا عفان بن مسلم قال: أخبرنا حماد بن سلمة قال:

أخبرنا أبو حفص وكلثوم بن جبير عن أبي غادية قال:

«سمعت عمار بن ياسر يقع في عثمان يشتمه بالمدينة، قال: فتوعدته بالقتل، قلت: لئن أمكنني الله منك لأفعلن، فلما كان يوم صفين جعل عمار يحمل على الناس، فقيل: هذا عمار، فرأيت فرجة بين الرئتين وبين الساقين، قال: فحملت عليه فطعنته في ركبته، قال: فوقع فقتلته، فقيل: قتلت عمار بن ياسر؟! وأخبر عمرو بن العاص، فقال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: (فذكره)، فقيل لعمرو بن العاص: هو ذا أنت تقاتله؟ فقال: إنما قال: قاتله وسالبه».

قلت: **وهذا إسناد صحيح**، رجاله ثقات رجال مسلم، وأبو الغادية هو الجهني، وهو صحابي كما أثبت ذلك جمع، وقد قال الحافظ في آخر ترجمته من «الإصابة» بعد أن ساق الحديث، وجزم ابن معين بأنه قاتل عمار:

«والظن بالصحابة في تلك الحروب أنهم كانوا فيها متأولين، وللمجتهد المخطىء أجر، وإذا ثبت هذا في حق آحاد الناس؛ فثبوته للصحابة بالطريق الأولى».

وأقول: هذا حق، لكن تطبيقه على كل فرد من أفرادهم مشكل، لأنه يلزم تناقض القاعدة المذكورة بمثل حديث الترجمة، إذ لا يمكن القول بأن أبا غادية القاتل لعمار مأجور لأنه قتله مجتهداً، ورسول الله ﷺ يقول: «قاتل عمار في النار»! فالصواب أن يقال: إن القاعدة صحيحة إلا ما دل الدليل القاطع على خلافها، فيستثنى ذلك منها، كما هو الشأن هنا، وهذا خير من ضرب الحديث الصحيح بها. والله أعلم.

[illegible] أبي الغادية هذا ما رواه عبد الله بن أحمد في «زوائد المسند» (٤ /

اجتہاد کی حدود..... اجتہاد اللہ کا حکم معلوم کرنے کیلیئے ہوتا ہے..اور اسوقت ہوتا ہے جب نص موجود نہ ہو..اگر اجتہاد کے بعد نص معلوم ہو جائے تو اجتہاد منسوخ ہو گا ... امیرِ معاویہ نے جو اجتہاد کیا وہ نصوص کے خلاف تھا..اور پھر بھی انکا اجتہاد اگر تسلیم کر لیا جائے.. تو جب نص معلوم ہو جائیگی اسوقت اجتہاد کی جگہ نص پر عمل فرض ہو گا......

جنگِ صفین میں دو مطالبات تھے..ایک علی علیہ السلام کا مطالبہ تھا کہ بیعت کی جائے..اور دوسرا امیرِ معاویہ کا مطالبہ تھا کہ بیعت سے قبل قصاص لیا جائے....امیرِ معاویہ کا مطالبہ نصوص کیخلاف تھا اسکی نشاندھی اوپر کی گئی..لیکن اگر اس مطالبہ کو اجتہاد ہی قرار دیا جائے تو جب حضرت عمار بن یاسر رض شہید ہوئے تو عمر بن عاص نے امیرِ معاویہ کو حدیث سنائی. کہ عمار بن یاسر رض کو ایک باغی جماعت شہید کریگی.تو امیرِ معاویہ نے جواباً کہا کہ عمار بن یاسر رض کے قاتل تو وہ ہیں جو انھیں ہماری تلواروں کے درمیان لائے(مسند احمد).اس روایت کو احمد الزین و شعیب الارناؤط و امام ھیثمی و امام حاکم نے صحیح قرار دیا ہے.... یہ وہ مقام ہے کہ اگر اس سے قبل تمام امور کو امیرِ معاویہ کا اجتہاد بھی قرار دیا جائے کہ انکی نیت خالص تھی.اور مطالبہ شرعی تھا.تو اس حدیث کو سننے کے بعد جنگ سے رجوع نہ کرنا بغاوت قرار پائی...کیونکہ جب معلوم ہو گیا کہ نبی(ص) ہمارے اس فعل کو بغاوت و جہنم کی طرف جانے کا رستہ قرار دے رہے ہیں.تو اسی مؤقف پر قائم رہنے سے اللہ کی رضا حاصل کرنا محال ہے.اللہ کا فرمان ہے.کہ مومن تو بس وہی ہیں کہ جب رسول اللہ(ص) فیصلہ

صادر فرما دیں تو وہ دل میں بھی تنگی محسوس نہ کریں(القرآن)... تو اب رسول اللہ(ص) کا فیصلہ صادر ہو گیا جو بعد از وحی ہے یعنی اللہ کا فیصلہ صادر ہو گیا کہ امیرِ معاویہ کا فعل بغاوت ہے اور جہنم کیطرف دعوت ہے.اور علی علیہ السلام کا مؤقف حق ہے.جسکی اتباع جنت کا راستہ ہے(بخاری)..... معترض کہتا ہے کہ اس حدیث میں بغاوت سے مراد لغوی بغاوت ہے کہ حاکم کیخلاف جنگ کرنا اور وہ اگر دلیل کی بنا پر ہو تو پھر اجتہاد ہے. ہم جواباً کہتے ہیں کہ کیا امیرِ معاویہ نے بھی اس حدیث میں بغاوت سے مراد یہی لیا جو معترض سمجھا رہا ہے...اگر یہی لغوی بغاوت مراد ہے تو پھر امیرِ معاویہ نے اس بغاوت کو علی علیہ السلام کی فوج کیطرف کیوں منسوب کیا...سب جانتے ہیں کہ علی علیہ السلام خود حاکم تھے اور انکی فوج حاکمِ وقت کیخلاف جنگ نہیں کر رہی تھی..تو امیرِ معاویہ کی اس تاویل نے بتایا کہ وہ یہاں بغاوت سے مراد حق سے بغاوت لے رہے تھے.. اور اپنے مؤقف کو صحیح قرار دیتے ہوئے علی علیہ السلام کو حق کا باغی متصور کر رہے تھے...لیکن کیا ہی خوبصورت جواب ہے جو علی علیہ السلام نے دیا.سبحان اللہ شعیب الارناؤط نے حاشیہ میں امام قرطبی کے حوالہ سے لکھا کہ علی علیہ السلام نے ایسا جواب دیا جسمیں کوئی عیب ہی نہیں ہے...علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسطرح تو امیرِ حمزہ رضی کے قاتل نبی(ص) قرار پائے کہ وہ انھیں جنگ میں کفار کی تلواروں کے مقابل لائے تھے((العواصم والقواصم حاشیہ))....المختصر ..جب امیرِ معاویہ کو معلوم ہو گیا کہ حق وہی ہے جدھر عمار بن یاسر رض دعوت

دے رہے ہیں یعنی بیعتِ حضرت علی علیہ السلام تو بس اس فرمان کے بعد صرف اور صرف علی علیہ السلام کی بیعت فرض قرار پائی...اور اب اس فرمان کے بعد بھی رجوع نہ کرنا بنصِ حدیث حق سے جنگ قرار پائی اور حق سے جنگ کا مطلب اللہ و رسول اللہ(ص) سے جنگ کرنا ہے.......جو لوگ امیرِ معاویہ کی بغاوت کی تاویلات کرتے ہیں وہ بھی درحقیقت حق سے باغی ہیں...امیرِ معاویہ کا علی علیہ السلام سے بغض رکھنا اور پھر انکی شان میں گستاخیاں کرنا اور نبی(ص) کا حکم جنگِ صفین میں صراحتاً ملنے کے بعد علی علیہ السلام پر جہنم کیطرف دعوت دینے والے حق سے باغی گروہ کی نسبت دیکر ایک خلیفہ راشد پر تہمت لگانا یہ تمام وہ امور ہیں کہ انکی تاویلات عاقل کیلیئے ممکن نہیں ہیں.. اور ان امور سے امیرِ معاویہ کا حق سے منحرف ہونا چمکتے سورج کیطرح عیاں ہے..تاویلات تو دھریئے بھی اپنے مؤقف کے حق ہونے پر کرتے ہیں..قادیانی بھی تاویلات کرتے ہیں..لیکن ہم پر فرض کیا ہے نصوص کو ماننا یا خود ساختہ خیالات و تاویلات کو ماننا...جب نصوص کو ماننا فرض ہے تو پھر امیرِ معاویہ حق کے باغی قرار پائے...اور اگر کوئی تاویل کرے تو یہ اس شخص کے حق سے منحرف ہونے کی دلیل ہے....افسوس ہے آج کے ملا پر کہ جو دوسرے مکاتب پر یہ کہکر طنز کرتا ہے کہ وہ لوگ گمراہ و جہنمی ہیں ہم انھیں اللہ کا قرآن و نبی(ص) کا فرمان دکھا رہے ہیں اور وہ ہر بات میں تاویل کر کے صرف اپنے بزرگوں کا دفاع کرتے ہیں.لیکن یہی ملا خود امیرِ معاویہ کے باب میں تاویلات و باطل دفاع کرتا ہے..

امام ابنِ کثیر پہلا پیراگراف.....

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ ابومعاویہ نے بیان کیا کہ اعمش نے بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی زیاد ہم سے بیان کیا کہ میں حضرت معاویہؓ

کی صفین سے واپسی پر ان کے اور حضرت عمروؓ بن العاص کے درمیان چل رہا تھا کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا اے میرے باپ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمارؓ سے فرماتے نہیں سنا کہ اے ابن سمیہ تو ہلاک ہو تجھے باغی گروہ قتل کرے گا' راوی بیان کرتا ہے حضرت عمروؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا کیا آپ اس بات کو نہیں سن رہے جو یہ عبداللہؓ بیان کر رہا ہے حضرت معاویہؓ نے کہا وہ ہمیشہ ہمارے پاس ایک چیز کے بعد دوسری چیز لاتا رہتا ہے' کیا ہم نے اسے قتل کیا ہے؟ اسے ان لوگوں نے قتل کیا ہے جو اسے لائے ہیں' پھر احمدؒ نے اسے عن ابی نعیم عن سفیان ثوری عن اعمش اسی طرح روایت کیا ہے اس طریق سے احمد اس عبارت کے ساتھ منفرد ہیں اور جس تاویل کو حضرت معاویہؓ نے اختیار کیا ہے یہ بعید ہے پھر عبداللہ بن عمروؓ اس حدیث میں منفرد نہیں بلکہ اسے اور طریقوں سے بھی روایت کیا گیا ہے۔

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے عن خالد عن عکرمہ عن ابی سعید خدریؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ سے فرمایا تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور بخاری نے اپنی صحیح میں عبدالعزیز بن المختار اور عبدالوہاب ثقفی سے عن خالد الحذاء عن عکرمہ عن ابی سعید تعمیر مسجد کے واقعہ میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ سے فرمایا: ہائے عمار کی ہلاکت وہ انہیں جنت کی طرف بلاتا ہے اور وہ اسے دوزخ کی طرف بلاتے ہیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمارؓ کہتے ہیں کہ میں فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں اور بخاری کے بعض نسخوں میں ہے۔ ہائے عمار رضی اللہ عنہ کی ہلاکت وہ انہیں جنت کی طرف بلاتا ہے اور وہ اسے دوزخ کی طرف بلاتے ہیں' اور امام احمدؒ کا بیان ہے کہ سلیمان بن داؤد نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن دینار نے ابوہشام سے بحوالہ ابوسعید خدریؓ ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ سے فرمایا تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور مسلمؒ نے شعبہ کی حدیث سے ابونضرہ سے بحوالہ ابوسعید روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے جو مجھ سے بہتر ہے یعنی ابوقتادہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور اسی طرح مسلمؒ نے شعبہ کی حدیث سے عن خالد الحذاء عن الحسن وسعید ابن ابی الحسن عن مہماحرۃ عن ام سلمہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ سے فرمایا تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور انہوں نے اسے ابوبکر بن ابی شیبہ سے عن ابن علیۃ عن ابن عون عن الحسن عن ابیہ عن ام سلمہ روایت کیا ہے اور ایک روایت میں ہے۔

اور اس کا قاتل دوزخ میں ہوگا۔ اور بیہقی نے الحاکم سے اور دوسروں نے عن الاصم عن ابی بکر محمد بن اسحٰق الصنعانی عن ابی الجواب عن عمار بن زریق عن عمار الذہبی عن سالم بن ابی الجعد عن ابن مسعود روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمارؓ سے فرماتے سنا کہ جب لوگ اختلاف کریں گے تو ابن سمیہ حق کے ساتھ ہوگا۔ اور ابراہیم بن الحسین بن دیزیل نے سیرت علیؓ میں بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن عبیداللہ الکرابیسی نے ہم سے بیان کیا کہ ابوکریب نے ہم سے بیان کیا کہ ابومعاویہؓ نے عن عمار بن زریق عن عمار الذہبی عن سالم بن ابی الجعد ہم سے بیان کیا کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ظلم سے امان دی ہے اور اس نے ہمیں فتنہ سے امان نہیں دی' آپ کے خیال میں جب فتنہ آئے تو میں کیا کروں؟

المسند

للإمام

أحمد بن محمد بن حنبل

١٦٤ - ٢٤١

شرحه وصنع فهارسه

حمزة أحمد الزين

الجزء الثالث عشر

من الحديث ١٦٣٥٣

إلى الحديث ١٧٨٤٤

دار الحديث

القاهرة

روایت 17706...

١٧٧٠٦ـ **حدثنا** عبدالرزاق قال ثنا معمر عن طاوس عن أبي بكر ابن محمد بن عمرو بن حزم عن أبيه قال لما قتل عمار بن ياسر دخل عمرو بن حزم على عمرو بن العاص فقال قتل عمار وقد قال رسول الله ﷺ «تقتله الفئة الباغية» فقام عمرو بن العاص فزعا يرجع حتى دخل على معاوية فقال له معاوية: ما شأنك؟ قال: قتل عمار فقال معاوية: قد قتل عمار

(١٧٧٠٦) **إسناده صحيح**، رجاله مشاهير ثقات والحديث سبق مرات كثيرة انظر ١١١٠٩.

فماذا؟ قال عمرو سمعت رسول الله ﷺ يقول «تقتله الفئة الباغية» فقال معاوية دحضت في بولك أو نحن قتلناه إنما قتله عليّ وأصحابه جاؤا به حتى ألقوه بين رماحنا أو قال بين سيوفنا.

١٧٧٠٧ـ **حدثنا** إبراهيم بن خالد قال ثنا رباح عن معمر عن عاصم بن سليمان عن جعفر بن المطلب وكان رجلا من رهط عمرو بن العاص قال دعا أعرابيا إلى طعام وذلك بعد النحر بيوم فقال الأعرابي إني صائم فقال له: إن عمرو بن العاص دعا رجلاً إلى طعام في هذا اليوم فقال إني صائم فقال عمرو إن رسول الله ﷺ نهى عن صوم هذا اليوم.

١٧٧٠٨ـ **حدثنا** علي بن إسحق قال أنا عبدالله يعني ابن المبارك قال أنا ابن لهيعة قال حدثني يزيد بن أبي حبيب أن عبدالرحمن بن شماسة حدثه قال: لما حضرت عمرو بن العاص الوفاة بكى فقال له ابنه عبدالله لم تبكي أجزعا على الموت؟ فقال لاوالله ولكن مما بعد فقال له قدكنت على خير فجعل يذكره صحبة رسول الله ﷺ وفتوحه الشام فقال عمرو: تركت أفضل من ذلك كله شهادة أن لا إله إلا الله إني كنت على ثلاثة أطباق ليس فيها طبق إلا قد عرفت نفسي فيه كنت أول شيء كافرا فكنت أشد الناس على رسول الله ﷺ فلومت حينئذ وجبت لي النار، فلما بايعت رسول الله ﷺ كنت أشد الناس حياء منه فما ملأت عيني من رسول الله ﷺ ولا راجعته فيما أريد حتى لحق بالله عزوجل حياء منه فلومت

(١٧٧٠٧) **إسناده صحيح**، وعاصم بن سليمان هو الأحول تقدم كثيراً وقال الهيثمي ٢٠٣/٣

مستدرك للحاكم...روايت 5726..صحيح على شرط الشيخين

وذكر كلمة : لو وجدت عليه أعوانًا لوطئته حتى أقتله ، قال : فلما كان يوم صفين أقبل يمشي أول الكتيبة راجلًا حتى كان بين الصفين طعن رجل بالرمح فصرعه فانكفأ المغفر عنه فأضربه فإذا رأس عمار بن ياسر قال : يقول مولى لنا لم أر رجلًا أبين ضلالة منه(1) .

٥٧٢٦- أخبرني أبو عبد الله محمد بن عبد الله الصنعاني ثنا إسحاق بن إبراهيم بن عباد أنا عبد الرزاق عن معمر عن ابن طاوس عن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم عن أبيه أخبره قال : لما قتل عمار بن ياسر دخل عمرو بن حزم على عمرو بن العاص فقال : قتل عمار وقد سمعت رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم يقول : « تقتله الفئة الباغية » ، فقام عمرو فزعًا حتى دخل على معاوية فقال له معاوية : ما شأنك ؟ فقال : قتل عمار بن ياسر فقال : قتل عمار فماذا ؟ فقال عمرو : سمعت رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم يقول : « تقتله الفئة الباغية » فقال له معاوية : أنحن قتلناه إنما قتله علي وأصحابه جاءوا به حتى ألقوه بين رماحنا أو قال : سيوفنا .

صحيح على شرطهما ولم يخرجاه بهذه السياقة .

٥٧٢٧- أخبرنا أبو زكريا العنبري ثنا محمد بن عبد السلام ثنا إسحاق ثنا عطاء(١) بن مسلم الحلبي قال سمعت الأعمش يقول قال أبو عبد الرحمن السلمي : شهدنا صفين فكنا(2) إذا تواعدنا دخل هؤلاء في عسكر هؤلاء وهؤلاء في عسكر هؤلاء فرأيت أربعة يسيرون : معاوية بن أبي سفيان وأبو الأعور السلمي وعمرو بن العاص وابنه ، فسمعت عبد الله بن عمرو يقول لأبيه عمرو : قد قتلنا هذا الرجل وقد قال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم فيه ما قال ، قال : أي الرجل ؟ قال عمار بن ياسر ، أما تذكر يوم بنى رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم المسجد فكنا نحمل لبنة لبنة وعمار يحمل لبنتين لبنتين ، فمر على رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم يحمل لبنتين لبنتين وأنت ممن حضر قال : « أما إنك ستقتلك الفئة الباغية وأنت من أهل الجنة » فدخل عمرو على معاوية فقال : قتلنا هذا الرجل ؟ وقد قال فيه رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم ما قال ، فقال : اسكت

(1) هذا الحديث في الأصل هكذا ولكن سقط منه شيء ١٢ (مصححه) .

(١) عطاء بن مسلم الحلبي ترجمته في « تهذيب التهذيب » دفن كتبه فخلط .

(2) لكنا . (مصححه) .

العواصم والقواصم

في

الذب عن سنة أبي القاسم

تصنيف

الإمام العلامة النظار المجتهد محمد بن إبراهيم الوزير اليماني

المتوفى سنة ٨٤٠ هـ

حققه وضبط نصه، وخرج أحاديثه، وعلق عليه

شعيب الأرنؤوط

الجزء الأول

مؤسسة الرسالة

متن مع حاشیہ شعیب الارناؤط توثیق روایتِ مسند احمد..

فإنَّه حديثٌ متَّفقٌ على صحَّته وشهرته في ذلك العصر ، وإنَّه ما قدح فيه مِنَ القُدماء أحدٌ ، بل قال الذَّهبي في ترجمة عمارَ مِنَ « النُّبلاء »[1] : إنَّه حديثٌ متواتر ، فأمَّا معاوِيَةُ ، فتأوَّله بتأويلٍ باطلٍ أنَّ علياً وأصحابه هُمُ الَّذين قتلوه وجاءوا به حتى ألقَوهُ بين رماحنا ، رواه أحمد في مسند عمرو بن العاص[2] ، وقد أجاب عبدُ الله بنُ عمرو بأنَّه يلزمُ أنَّ رسول الله ﷺ قاتلُ عَمِّه حَمْزَةَ ، وشهداءَ بَدْرٍ وأحد ، فَأَفْحَمَهُ[3] .

وأمَّا عمرو ، فلم يتأوَّلْهُ ، وفَزِعَ فزعاً شديداً كما فَزِعَ عندَ موته[4] .

فمَن نظر إلى القرائن الخاصَّة المقوِّية لِعدمِ التَّأويل رَجَّحها ، وأقواها

---

(١) ١/٤٢١ .

(٢) أخرجه أحمد ٤/١٩٩ من طريق عبد الرزاق ، وهو في « مصنفه » (٢٠٤٢٧) عن معمر ، عن ابن طاووس ، عن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم ، عن أبيه ، قال : لما قتل عمار ، دخل عمرو بن حزم على عمرو بن العاص فقال : قتل عمار ، وقد قال رسول الله ﷺ : « تقتله الفئة الباغية » فقام عمرو بن العاص فزعاً يرجع حتى دخل على معاوية ، فقال له معاوية : ما شأنك ؟ قال : قُتل عمار ، فقال معاوية : قد قُتل عمار ، فماذا ؟ قال عمرو : سمعت رسول الله ﷺ يقول : « تقتله الفئة الباغية » فقال له معاوية : دحضت في بولك ، أو نحنُ قتلناه ؟ إنما قتله علي وأصحابه ،جاؤوا به حتى ألقوه بين رماحنا ، أو قال : بين سيوفنا . قلت : وإسناده صحيح . وقوله : « دحضت في بولك » أي : زللت وزلقت .

وأخرج أحمد ٢/١٦٤ و ٢٠٦ ، وابن سعد في « الطبقات » ٣/٢٥٣ من طريق يزيد بن هارون ، عن العوام بن حوشب ، حدثني أسود بن مسعود ، عن حنظلة بن خويلد العنبري قال : بينا نحن عند معاوية إذ جاءه رجلان يختصمان في رأس عمار ، يقول كل واحد منهما : أنا قتلته ، فقال عبد الله بن عمرو : ليطب به أحدكما نفساً لصاحبه ، فإني سمعت رسول الله ﷺ يقول : « تقتله الفئة الباغية » ، قال : فقال معاوية : ألا تغني عنا مجنونك يا عمرو ، فما بالك معنا ؟ قال : إن أبي شكاني إلى رسول الله ﷺ ، فقال : « أطعْ أباك حيّاً ولا تعصه » فأنا معكم ولست أقاتل . وإسناده صحيح . و« تغني » : من الإغناء ، يريد ألَّا تصرفه عنا وتكفه .

(٣) نقل المناوي في « فيض القدير » ٦/٣٦٦ عن القرطبي : أن الذي أجاب معاوية هو علي ، وقال ابن دحية : وهذا من علي إلزام مفحم لا جواب عنه ، ولا اعتراضَ عليه .

(٤) انظر « صحيح مسلم » (١٢١) كتاب الإيمان ، باب : كون الإسلام يهدم ما قبله ، وفيه يقول عمرو : ثم ولينا أشياء ما أدري ما حالي فيها .

بُغيةُ الرائِد

في تحقيق

مجمع الزوائد ومنبع الفوائد

للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي

المتوفى سنة ٨٠٧ هـ

تحقيق

عبد الله محمد الدرويش

الجزء السابع

كتاب التفسير، والتعبير، والقدر

دار الفكر

للطباعة والنشر والتوزيع

روایت 12049..مع حکم امام ہیثمی..

١٢٠٤٩ ـ وعن محمد بن عمرو بن حزم قال:

لما قتل عمار بن ياسر، دخل عمرو بن حزم على عمرو بن العاص، فقال: قُتِلَ عمار، وقد قال رسول الله ﷺ: **«تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ»** فقام عمـرو بن العاص [فـزعاً][1] يرجع حتى دخل على معاوية، فقال له معاوية: [ما شأنك؟ قال: قتل عمار][1] فقال: ٧/٢٤٢ [معاوية][1]: قد قتل عمار، فماذا؟ قـال عمرو: سمعت رسول الله ﷺ يقول: **«تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ»** فقال له معاويـة: دَحَضْتَ في بولـك. أنحنُ

١ ـ الداحض: الذي لا عزيمة له ولا يثبت على أمر.

١٢٠٤٩ ـ رواه أحمد (١٩٩/٤) وأبو يعلىٰ رقم (٧١٧٥) و(٧٣٤٦).

١ ـ زيادة من أحمد.

قتلناه، إنما قتله عليٌّ وأصحابه جاؤوا به حتى ألقوه بين رماحنا، أو قال: بين سيوفنا.

رواه أحمد وأبو يعلىٰ والطبراني، ورجال أحمد رجـال الصحيح غيـر محمد بن عمرو وهو ثقة.

١٢٠٥٠ ـ وعن محمد بن عمارة بن خزيمة بن ثابت قال:

مـا زال جدي كـافاً سـلاحه حتى قُتـل عمار بصفين، فسـل سيفه، فقـاتل حتى قتل، قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول:

«تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ».

رواه أحمد والطبراني، وفيه: أبو معشر، وهو لين.

١٢٠٥١ ـ وعن عمرو بن العـاص: أنه أهدىٰ إلىٰ ناسٍ هدايا، ففضل عمار بن ياسر، فقيل له، فقال: سمعت رسول الله ﷺ يقول:

«تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ».

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

صحیح بخاری

جلد اوّل

امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء

حضرت الامام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

حضرت العلامہ مولانا عبد السلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت العلامہ مولانا ابو محمد عبد الجبار سلفی رحمۃ اللہ علیہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

عمار بن یاسر رض جنت کیطرف اور باغی گروہ کی دعوت جہنم کیطرف.

٦٣- بَابُ التَّعَاوُنِ فِيْ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ أَنْ يَعْمُرُوْا مَسَاجِدَ اللّٰهِ﴾.

٤٤٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُخْتَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: قَالَ لِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ: انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيْدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيْثِهِ. فَانْطَلَقْنَا، فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ يُصْلِحُهُ، فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَاحْتَبَى، ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا، حَتَّى أَتَى ذِكْرُ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ

باب اس بارے میں کہ مسجد بنانے میں مدد کرنا

(یعنی اپنی جان و مال سے حصہ لینا کار ثواب ہے)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "مشرکین کے لئے لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کی تعمیر میں حصہ لیں۔" الآیۃ۔

(۴۴۷) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے عبدالعزیز بن مختار نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے خالد حذاء نے عکرمہ سے' انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے اور اپنے صاحبزادے علی سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور ان کی احادیث سنو۔ ہم گئے۔ دیکھا کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ اپنے باغ کو درست کر رہے تھے۔ ہم کو دیکھ کر آپ نے اپنی چادر سنبھالی اور گوٹ مار کر بیٹھ گئے۔ پھر ہم سے حدیث بیان کرنے لگے۔ جب مسجد نبوی کے بنانے کا ذکر آیا تو آپ نے بتایا کہ ہم تو (مسجد کے بنانے میں حصہ لیتے وقت) ایک ایک اینٹ

لَبِنَتَيْنِ. فَرَآهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَجَعَلَ يَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ وَيَقُوْلُ: ((وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوْنَهُ إِلَى النَّارِ)) قَالَ يَقُوْلُ عَمَّارٌ: ((أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ)).

[طرفه في : ٢٨١٢].

اٹھاتے۔ لیکن عمار دو دو اینٹیں اٹھا رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں دیکھا تو ان کے بدن سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمایا' افسوس! عمار کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ جسے عمار جنت کی دعوت دیں گے اور وہ جماعت عمار کو جہنم کی دعوت دے رہی ہو گی۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں فتنوں سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔

تشریح یہاں مذکورہ علی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بیٹے ہیں۔ جس دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا' اسی دن یہ پیدا ہوئے تھے۔ اسی لئے ان کا نام علی رکھا گیا اور کنیت ابوالحسن۔ یہ قریش میں بہت ہی حسین و جمیل اور بڑے عابد و زاہد تھے۔ ۱۲۰ھ کے بعد ان کا انتقال ہوا۔

حضرت عمار بن یاسر بڑے جلیل القدر صحابی اور آنحضرت ﷺ کے سچے جاں نثار تھے۔ ان کی ماں سمیہ رضی اللہ عنہا بھی بڑے عزم و ایقان والی خاتون گذری ہیں جن کو شہید کر دیا گیا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بڑے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا ان سے دین کی تعلیم حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس حدیث سے چند باتیں واضح ہوتی ہیں مثلاً حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی طرح علم و فضل کے باوجود کھیتی باڑی کے کاموں میں مشغول رہنا بھی امر مستحسن ہے۔ آنے والے مہمانوں کے احترام کے لئے اپنے کاروبار والے لباس کو درست کر کے پہن لینا اور ان کے لئے کام چھوڑ دینا اور ان سے بات چیت کرنا بھی بہت ہی اچھا طریقہ ہے۔ (۳) مساجد کی تعمیر میں خود پتھر اٹھا اٹھا کر مدد دینا اتنا بڑا ثواب کا کام ہے جس کا کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

صلح امام حسن علیہ السلام.....اس عنوان کے تحت چند باتیں غور طلب ہیں.....

1........ امیرِ معاویہ اورامام حسن علیہ السلام کے درمیان جو صلح ہوئی وہ خود اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ دونوں میں کوئی اختلاف ہے....

2....امام حسن علیہ السلام جو سبطِ پیغمبر(ص) اور جوانانِ بہشت کے سردار تھے..امیرِ معاویہ اگر خود پر قصاص کے مطالبے کو فرض سمجھتے تھے.جسکیلیئے انھوں نے دیگر فرائض کو بالکل چھوڑ دیا تھا.تو وہ حتی الامکان یہ کوشش علی علیہ السلام کے دورِ حکومت میں کر چکے تھے.اور اسکا نتیجہ فتنہ و فساد. خون ریزی. تفرقہ. اخلاقی پستی. خوارج جیسی بدبخت قوم کا ظہور کیصورت میں دیکھ چکے تھے.. لہذا ایک فتنہ کے خاتمہ کیلیئے کئی صورت میں فتنوں کا تلخ تجربہ ہو چکا تھا. تو اب اسکا تدارک امیرِ معاویہ پر فرض تھا.وہ اس صورت میں کہ علی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ پہلے بیعت کرو پھر مطالبہ کرنا تو امیرِ معاویہ نے نہ مانا اب امام حسن علیہ السلام کے ذمانہ میں وہ دوسرا طریقہ آزما لیتے پہلے امام حسن علیہ السلام کی بیعت کر لیتے پھر مطالبہ کر لیتے..لیکن انھوں نے اپنی روش نہیں بدلی.گویا انکے نزدیک کائنات میں قصاص کا مطالبہ کرنا اور امامین کی بیعت نہ کرنا ایسا فرض تھا کہ اسکیلیئے تمام اصحاب کو شہید کیا جا سکتا تھا..خوارج کیطرح دیگر گروہوں کو جنم دیا جا سکتا تھا..لوگوں کو ایسا بے دین بنایا

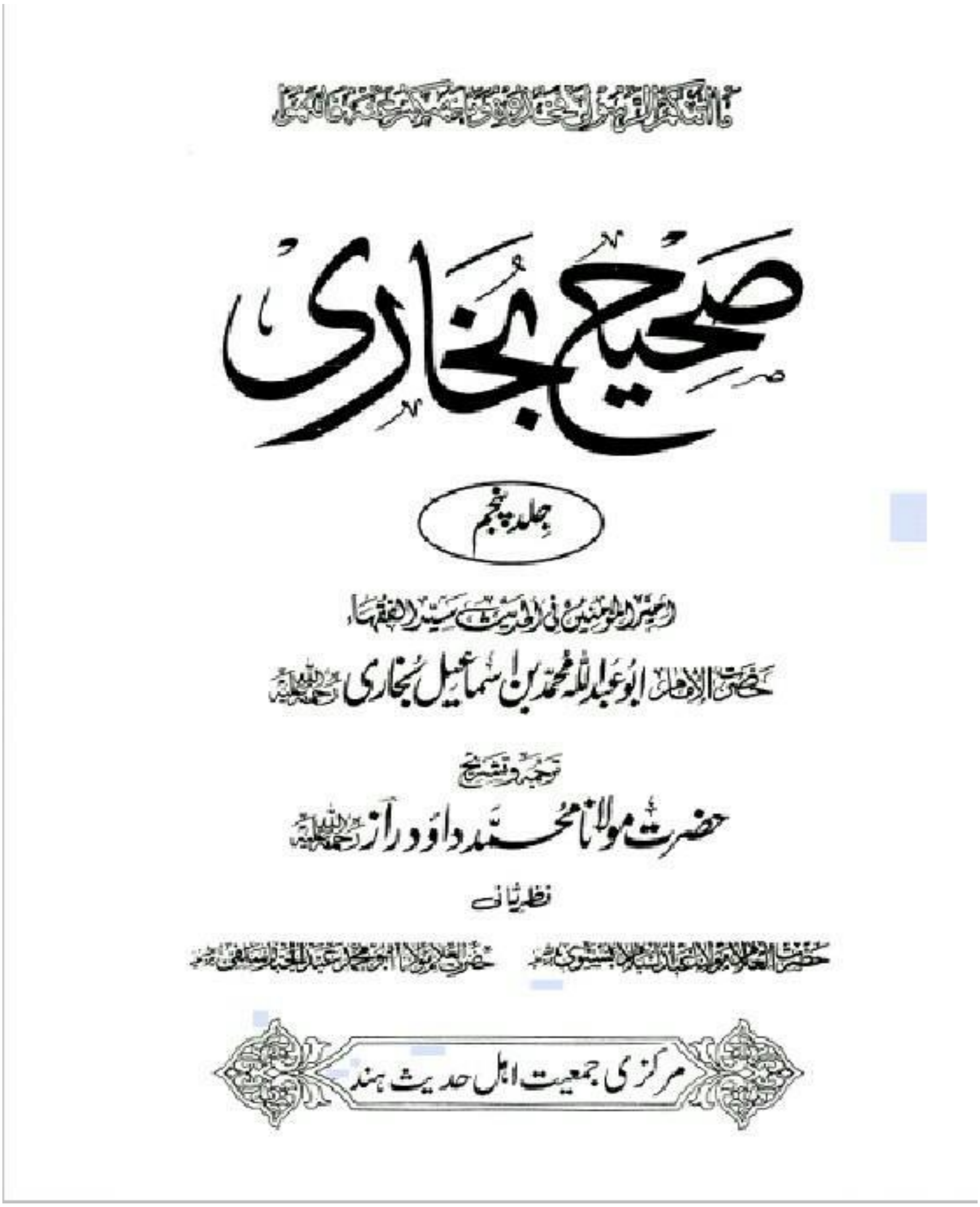
جا سکتا تھا کہ وہ اھلبیت سے بغض کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لیں..اور کھلم کھلا اھلبیت پر لعنتیں کریں(فتح الباری)..یعنی صرف ایک مطالبہ کیلیئے پورے دین کی روح کو پامال کرنا امیرِ معاویہ کیلیئے جائز تھا..کیا اس سے زیادہ ذمہ داری یہ نہیں تھی کہ پورے دین و مملکتِ اسلام کو مضبوط کیا جاتا.اور اسکیلیئے اگر اپنی ایک خواهش یا فرض کو قربان کرنا ہی پڑتا تو بس امام حسن علیہ السلام کی بیعت کر لیجاتی.اور صبر کیا جاتا.بروزِ قیامت اللہ پاک امام حسن علیہ السلام سے حساب لے لیتا.......

3.....اگر امیرِ معاویہ کا تقاضا قصاص کا ہی تھا تو انھوں نے صلح میں حکومت کیوں قبول کی...یعنی عام فہم بات ہے کہ وہ امام حسن علیہ السلام سے فرماتے کہ میرا مطالبہ حکومت کا نہیں ہے.اور میں سردارانِ بہشت پر حکومت کا اھل بھی نہیں ہوں.((جیسے عموماً یہ بات پیش کیجاتی ہے کہ امیرِ معاویہ فرماتے تھے کہ علی علیہ السلام مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے حقدار ہیں......لیکن افسوس اتنا نہیں سوچا جاتا کہ اگر امیرِ معاویہ علی علیہ السلام کو خود سے افضل جانتے تو پھر جنگ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اگر علی علیہ السلام کو حکومت کا اھل جانتے تو بیعت سے روگردان کبھی نہ ہوتے))...لہذا امیرِ معاویہ فرماتے کہ ابنِ رسول اللہ(ص) آپ کی حکومت کو میں تسلیم کرتاہوں اور آپکیساتھ معاونت کرونگا قصاصِ کے حصول میں...لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ امیرِ معاویہ کا پورے دفترِ حدیث و تاریخ میں ایک جملہ بھی ایسا نہیں ملتا کہ جسمیں انھوں نے

حسن علیہ السلام کی خلافت کو تسلیم کرنے اور انکی معاونت کا زکر کیا ہو.....

4...جب امیرِ معاویہ کا تقاضا قصاص کا تھا..تو انہیں حکومت اسی لیئے دی گئی ہو گی کہ ہم اگر قصاص لینے میں خودمختار نہیں ہیں تو آپ حکومت میں آکر قصاص لے لیجیئے....یہ امر بدیہی ہے کہ جس بات میں اختلاف کو ختم کرنے کیلیئے صلح کیجائے...وہاں اس اختلافی نوعیت کا زکر ضرور ہوتا ہے..کہ ہم نے کسطرح اس صلح سے اس اختلاف کو ختم کیا ہے...لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ پورے دفترِ حدیث و تاریخ میں ایک جملہ بھی دورانِ صلح ایسا نہیں ملتا نہ امام حسن علیہ السلام کیطرف سے اور نہ امیرِ معاویہ کیطرف سے کہ یہ حکومت قصاص لینے کیلیئے دیجا رہی ہے......اور یہ بہت اہم نکتہ ہے.امام حسن علیہ السلام نے حکومت سپرد کرتے وقت اپنے اصحاب کے سامنے خطبہ دیا اور اس مصالحت کیوجہ بتائی لیکن اسمیں کہیں بھی قصاص کا زکر موجود نہیں ہے..الاستعیاب و اسد الغابہ و الاصابہ میں اس صلح کا مکمل واقع پڑھا جا سکتا ہے....اور دوسری طرف امیرِ معاویہ نے بھی حکومت ملنے کے بعد کسی ایک مقام پر بھی نہیں کہا کہ مینے قصاص کا مطالبہ کیا تھا اب چونکہ اختیارات مجھے سپرد کر دیئے گئے ہیں لہذا اب میں انشاءاللہ قصاص لیکر اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاؤنگا.. اسکے برعکس امیرِ معاویہ کا حکومت کے بارے میں کیا نظریہ تھا.اسکا اظہار انھوں نے اصحاب کے سامنے کیا.ہم صحیح بخاری ابوداؤدراز صاحب کا ترجمہ مع حاشیہ ابنِ حجر عسقلانی و عبد الستار صاحب کا ترجمہ پیش کر رہے

ہیں.جسمیں وضاحت ہے کہ خلافت کے بارے میں کیا نظریہ امیرِ معاویہ کے ذہن میں تھا..اور اسی تناظر میں صفین و صلح کو سمجھا جا سکتا ہے


صحیح بخاری

جلد پنجم

امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء

حضرت الامام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ

ترجمہ و تشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ

نظر ثانی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

شَهِدْتُهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ.

٤١٠٨ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. قَالَ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : دَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ وَنَسْوَاتُهَا تَنْطِفُ قُلْتُ : قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ فَلَمْ يُجْعَلْ لِي مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ فَقَالَتْ: الْحَقْ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ وَأَخْشَى أَنْ يَكُونَ فِي

خندق ہے۔

(۴۱۰۸) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام نے خبر دی' انہیں معمر بن راشد نے' انہیں زہری نے' انہیں سالم بن عبداللہ نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا اور معمر بن راشد نے بیان کیا کہ مجھے عبداللہ بن طاؤس نے خبردی' ان سے عکرمہ بن خالد نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں گیا تو ان کے سر کے بالوں سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم دیکھتی ہو لوگوں نے کیا کیا اور مجھے تو کچھ بھی حکومت نہیں ملی۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مسلمانوں کے مجمع میں جاؤ' لوگ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا موقع پر نہ

احْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةٌ، فَلَمْ تَدَعْهُ حَتَّى ذَهَبَ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ قَالَ: مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِي هَذَا الأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهُ فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ، وَمِنْ أَبِيهِ قَالَ حَبِيبُ بْنُ مَسْلَمَةَ : فَهَلاَّ أَجَبْتَهُ؟ قَالَ عَبْدُ اللهِ : فَحَلَلْتُ حُبْوَتِي وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُولَ أَحَقُّ بِهَذَا الأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الإِسْلاَمِ فَخَشِيتُ أَنْ أَقُولَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ وَتَسْفِكُ الدَّمَ وَيُحْمَلُ عَنِّي غَيْرُ ذَلِكَ، فَذَكَرْتُ مَا أَعَدَّ اللهُ فِي الْجِنَانِ قَالَ حَبِيبٌ : حُفِظْتَ وَعُصِمْتَ. قَالَ مَحْمُودٌ: عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَنَوْسَاتُهَا.

پہنچنا مزید پھوٹ کا سبب بن جائے۔ آخر حفصہ رضی اللہ عنہا کے اصرار پر عبداللہ رضی اللہ عنہ گئے۔ پھر جب لوگ وہاں سے چلے گئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا کہ خلافت کے مسئلہ پر جسے گفتگو کرنی ہو وہ ذرا اپنا سر تو اٹھائے۔ یقیناً ہم اس سے (اشارہ ابن عمر کی طرف تھا) زیادہ خلافت کے حقدار ہیں اور اس کے باپ سے بھی زیادہ۔ حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس پر کہا کہ آپ نے وہیں اس کا جواب کیوں نہیں دیا؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اسی وقت اپنی لنگی کھولی (جواب دینے کو تیار ہوا) اور ارادہ کر چکا تھا کہ ان سے کہوں کہ تم سے زیادہ خلافت کا حقدار وہ ہے جس نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام کے لیے جنگ کی تھی۔ لیکن پھر میں ڈرا کہ کہیں میری اس بات سے مسلمانوں میں اختلاف بڑھ نہ جائے اور خونریزی نہ ہو جائے اور میری بات کا مطلب میری منشا کے خلاف نہ لیا جانے لگے۔ اس کے بجائے مجھے جنت کی وہ نعمتیں یاد آگئیں جو اللہ تعالیٰ نے (صبر کرنے والوں کے لیے) جنتوں میں تیار کر رکھی ہیں۔ حبیب ابن ابی مسلم نے کہا کہ اچھا ہوا آپ محفوظ رہے اور بچا لئے گئے' آفت میں نہیں پڑے۔ محمود نے عبدالرزاق سے (نسواتہا کے بجائے لفظ) نوساتہا بیان کیا۔ (جس کے چوٹی کے معنی ہیں جو عورتیں سر پر بال گوندھتے وقت نکالتی ہیں)

تشریح حافظ صاحب فرماتے ہیں مراده بذالک ما وقع بین علی و معاویة من القتال فی صفین یوم اجتماع الناس علی الحکومة بینهم فیما اختلفوا فیه فراسلوا بقایا الصحابة من الحرمین وغیرهما وتواعدوا علی الاجتماع ینظروا فی ذالک فشاور ابن عمر اخته فی التوجه الیهم اوعدمه فاشارت علیه باللحاق بهم خشیة ان ینشا من غیبته اختلاف الی استمرار الفتنة فلما تفرق الناس ای بعد ان اختلف الحکمان وهی ابوموسیٰ اشعری وکان من قبل علی و عمرو بن عاص وکان من قبل معاویة (فتح)

یعنی مراد وہ حکومت کا جھگڑا ہے جو صفین کے مقام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان واقع ہوا۔ اس کے لیے حرمین کے بقایا صحابہ رضی اللہ عنہم نے باہمی مراسلت کر کے اس قضیہ نامرضیہ کو ختم کرنے میں کوشش کرنے کے لیے ایک مجلس شوریٰ کو بلایا جس میں شرکت کے لیے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بہن سے مشورہ کیا۔ بہن کا مشورہ یہی ہوا کہ تم کو بھی اس مجلس میں ضرور شریک ہونا چاہیے ورنہ خطرہ ہے کہ تمہاری طرف سے لوگوں میں خواہ مخواہ بدگمانیاں پیدا ہو جائیں گی جن کا نتیجہ موجودہ فتنے کے ہمیشہ جاری رہنے کی صورت میں ظاہر ہو تو یہ اچھا نہ ہوگا۔ جب مجلس شوریٰ ختم ہوئی تو معاملہ دونوں طرف سے ایک ایک پنچ کے انتخاب پر ختم ہوا۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

کی طرف سے پنچ قرار پائے۔ بعد میں وہ ہوا جو مشہور و معروف ہے۔

كتاب مناقب الأنصار — كتاب التفسير ❖ أحاديث: 3776 — 4977

صحیح بُخاری (اُردو)

4

تالیف

اِمام ابُوعبداللہ محمد بن اِسماعیل بُخاری رحمہ اللہ

ترجمہ وفوائد

فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالستار الحماد حفظہ اللہ

فاضل مدینہ یونیورسٹی

نظرثانی اور تصحیح وتنقیح

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

مولانا ابُوعبداللہ محمد عبدالجبار حفظہ اللہ

حافظ محمد آصف اقبال حفظہ اللہ

مولانا محمد عثمان مُنیب حفظہ اللہ

مولانا مختار احمد ضیار حفظہ اللہ

مولانا غلام مرتضٰے حفظہ اللہ

دارالسلام
DARUSSALAM

٤١٠٨ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ وَنَسْوَاتُهَا تَنْطُفُ، قُلْتُ: قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ، فَلَمْ يُجْعَلْ لِي مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ، فَقَالَتِ: الْحَقْ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ وَأَخْشٰى أَنْ يَكُونَ فِي احْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةٌ، فَلَمْ تَدَعْهُ حَتّٰى ذَهَبَ، فَلَمَّا تَفَرَّقَ

[4108] حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو ان کے سر کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا: آپ نے دیکھا کہ لوگوں نے کیا کیا ہے؟ مجھے تو حکومت کا کچھ حصہ بھی نہیں ملا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: لوگوں کے اجتماع میں شرکت کرو۔ وہ تمھارا انتظار کر رہے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ تمھارے رک جانے سے مزید اختلاف ہو گا۔ آخر کار ان کے اصرار کرنے پر وہ اجتماع میں گئے۔ جب لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر

النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ، قَالَ: مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهُ، فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيهِ.

قَالَ حَبِيبُ بْنُ مَسْلَمَةَ: فَهَلَّا أَجَبْتَهُ؟ قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَحَلَلْتُ حُبْوَتِي وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُولَ: أَحَقُّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَخَشِيتُ أَنْ أَقُولَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ وَتَسْفِكُ الدَّمَ، وَيُحْمَلُ عَنِّي غَيْرُ ذٰلِكَ، فَذَكَرْتُ مَا أَعَدَّ اللهُ فِي الْجِنَانِ. قَالَ حَبِيبٌ: حُفِظْتَ وَعُصِمْتَ.

قَالَ مَحْمُودٌ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ: وَنَوْسَاتُهَا.

کے چلے گئے تو امیر معاویہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اس (خلافت کے) موضوع پر جس نے کوئی بات کرنی ہے وہ اپنا سر اٹھائے، یقیناً ہم اس سے اور اس کے باپ سے خلافت کے زیادہ حق دار ہیں۔

حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس وقت آپ نے اس بات کا جواب کیوں نہ دیا؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے تو گرہ کھول کر بات کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ انھیں جواب دوں: خلافت کا تم سے زیادہ حق دار وہ شخص ہے جس نے تم سے اور تمھارے باپ سے اسلام کی سربلندی کے لیے جنگ لڑی تھی لیکن مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ مبادا میری اس بات سے مسلمانوں کے درمیان اختلاف بڑھ جائے اور خونریزی ہو جائے اور میری طرف ایسی بات منسوب کر دی جائے جو میں نے نہ کہی ہو، نیز مجھے وہ اجر و ثواب یاد آ گیا جو صبر کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنتوں میں تیار کر رکھا ہے۔ حبیب نے کہا: اچھا ہوا آپ محفوظ رہے اور فتنوں سے بچ گئے۔

(راویٔ حدیث) محمود نے عبدالرزاق سے [نَسْوَاتُهَا] کے بجائے [نَوْسَاتُهَا] کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

صلح کیوجہ اور شرائط..اس صلح سے لوگ امیرِ معاویہ کے مناقب کا باب کھولنا چاھتے ہیں..لیکن جو حدیث اس صلح کے بارے میں وارد ہوئی. اسمیں نبی(ص) نے فرمایا میرا یہ بیٹا دو گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا((بخاری)).. اور محدثین نے اس حدیث کو مناقبِ امام حسن علیہ السلام کے باب میں درج کیا ہے..جہاں تک رہا امیرِ معاویہ کا معاملہ تو ان کا صرف اسلام اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے..امام حسن علیہ السلام نے جب صلح فرمائی تو اسکیوجہ خونریزی و بے گناہ جانوں کے ضیاع کو روکنا قرار دی((تاریخ دمشق))...اب سوچنے کا مقام ہے کہ بیگناہ مسلمانوں کی جان کو خطرہ کس سے تھا.اور کیا جس کی تلوار سے مسلمانوں کی جانیں خطرہ میں ہوں کیا دینِ اسلام میں اسے مومن قرار دیا گیا ہے؟...افسوس کہ امام حسن علیہ السلام نے مسلمانوں کی جان کے تحفظ میں حکومت کو قربان کیا یہ انکے مناقب میں سے تھا..لیکن مسلمان نے انکی منقبت امیرِ معاویہ کے حصہ میں ڈالنے کی کوشش کی کہ جس نے بزورِ شمشیر حکومت کو حاصل کیا...اور جہاں تک امام حسن علیہ السلام کی مجبوراً جنگ بندی کا تعلق ہے تو یہ مرحلہ رسول اللہ(ص) کی زندگی میں بھی آچکا تھا. جہاں شرائط کیساتھ کفار سے صلح حدیبیہ کی گئی اور جید اصحاب کو بھی فوراً اسکی مصلحت سمجھ نہ آئی اور انھوں نے پریشانی کا اظہار فرمایا((صحیحین)).. پھر امام حسن علیہ السلام نے صلح کی شرط یہ قرار دی کہ امیرِ معاویہ کے بعد حکومت پلٹ کر امام حسن علیہ السلام کو ہی ملیگی(تاریخ طبری). گویا امام حسن علیہ السلام نے امیرِ معاویہ سے نامزدگی کا اختیار سلب کر

دیا..اب جب صلح کے نتیجہ میں امیرِ معاویہ نے حکومت سنبھالی تو وہ اس عہد کو قبول کر کے اسکے پابند قرار پائے..قرآن میں اللہ فرماتا ہے کہ بیشک تمھارے عہد کا تم سے سوال کیا جائیگا((قرآن))... اور حدیث میں منافق کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ وعدہ خلافی کرتا ہے((کتبِ ستہ)).. لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ امیرِ معاویہ نے عہد شکنی کی اور اصحابِ بدر و احد و حنین و صاحبانِ بیعتِ رضوان و امام حسین علیہ السلام کی موجودگی میں ایک ایسے شخص کو حکومت سپرد کی کہ جو صحابی بھی نہیں تھا..

امیرِ شام نے مسلسل ایک ہی نعرہ زبان پر لگایا کہ قصاص چاہیئے.. جب امام حسن علیہ السلام نے حکومت امیرِ معاویہ کے حوالہ کی تو بیس سال کے دورِ حکومت میں آخر وہ کونسے افراد ہیں کہ جنکا صحیح سند روایت میں حضرت عثمان رض کے قتل میں حصہ ہو.اور امیرِ معاویہ نے اس سے شواھد کی بنا پر قصاص لیا ہو...اگر ایسا ہوا تو سند کیساتھ پیش کیا جائے..اگر ایسا نہیں ہوا تو پھر جس کام کیلیئے دو خلفائے راشدین کی بیعت نہیں کی گئی... جس کام کیلیئے مسلمانوں کا خون بہایا گیا...جس کام کیلیئے تفرقہ ڈالا گیا..جس کام کیلیئے مسلمانوں کا بیت المال زبردستی استعمال کیا گیا... آخر کیا وجہ ہے کہ وہ کام بیس سال میں انجام نہیں دیا گیا جس کام کے کرنے کا تقاضا امام علی علیہ السلام و امام حسن علیہ السلام سے خلافت ملتے ہی بیس دنوں میں انجام دینے کا تھا......

فضائلِ صحابہ رضی اللہ عنہم

صحیح روایات کی روشنی میں



تالیف

حافظ شبیر محمد

تحقیق وتخریج

حافظ زبیر علی زئی



مکتبہ اسلامیہ

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''فوالله ! والله ! بعد أن ولي لم يهرق في خلافته ملء محجمة من دم ''

پس اللہ کی قسم، اللہ کی قسم، جب حسن (رضی اللہ عنہ) برسرِ اقتدار آئے تو آپ کے عہدِ خلافت میں سینگی لگوانے جتنا یعنی بہت تھوڑا سا خون بھی نہیں بہایا گیا۔

(مسند احمد ۴۴/۵ ح ۲۰۴۴۷ وسندہ حسن)

آپ اُمتِ مسلمہ میں اختلافات کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ آپ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے خلافت اُن کے حوالے کر دی تھی۔

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے مدائن میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

'' ألا إن أمر الله واقع إذ لا له دافع وإن كره الناس ، إني ما أحببت أن ألي من أمة محمد مثقال حبة من خردل يهراق فيه محجمة من دم ، قد علمت ما ينفعني مما يضرّني فألحقوا بطيّتكم ''

سن لو کہ اللہ کا فیصلہ واقع ہونے والا ہے، اُسے کوئی بھی ہٹا نہیں سکتا اگرچہ لوگ اسے ناپسند کریں۔ مجھے اُمتِ محمدیہ پر رائی کے دانے کے برابر ایسی حکومت پسند نہیں ہے جس میں تھوڑا سا بھی خون بہایا جائے۔ مجھے اپنا نفع ونقصان معلوم ہے، تم اپنے راستوں پر گامزن ہو جاؤ یعنی اپنی اپنی فکر کرو۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر ۱۴/۱۸۹ وسندہ صحیح)

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ انھوں نے بہت سی عورتوں سے شادی کی اور وہ کثرت سے طلاق دیا کرتے تھے، مگر اس مفہوم کی روایات میں تحقیقی لحاظ سے نظر ہے۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ پچاس ہجری (۵۰ھ) کے قریب فوت ہوئے۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

'' الإمام السيد، ريحانة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وسبطه وسيد شباب

صحيح

تاريخ الطبري

الخلافة في عهد الأمويين

للإمام أبي جعفر بن جرير الطبري
(٢٢٤ - ٣١٠ هـ)

حققه وخرج رواياته وعلق عليه
محمد بن طاهر البرزنجي

بإشراف ومراجعة المحقق
محمد صبحي حسن حلاق

راجع فصولاً منه وأبدى ملاحظاته كل من
أ.د أكرم ضياء العمري و أ.د عماد الدين خليل

المجلد الرابع

دار ابن كثير
دمشق - بيروت

صحیح روایت..امام حسن علیہ السلام نے صلح کی شرط رکھی...

على أتباعنا من الأهل والموالي وكنا نتمكن من ذلك بالخلافة حتى صار ذلك لنا عادة. [ص ح ١٣٤] وانظر [الفتح ١٣/ ٦٩].

وبعد هذا التوضيح يدرك القارىء الكريم أن طلب الحسن لشروط مالية لنفسه لا ضير فيه ولا طعن فيه لعدالته رضي الله عنه وإضافة في التوضيح على كلام ابن حجر نقول:

إن أئمة أهل البيت (في حينه) كانوا من أكثر الناس سخاءً وصلةً لأرحامهم أسوةً بجدهم عليه الصلاة والسلام، (وصلة الأرحام يكون بالمال غالباً)، أضف إلى ذلك فإن الحسن وأباه رضي الله عنهما كانا إمامي عدل وخليفتين للمسلمين وتعود الناس أن يقصدوهم في طلب المال قضاءً لحاجاتهم، وتصور السخاء والإمامة والانتساب إلى النبي وعترته إذا اجتمعوا في رجل سيد كالحسن الذي شهد له جده عليه الصلاة والسلام بالسيادة فكيف يكون قصد الناس إليه وكيف يكون سخاؤه؟ وكم سيكون إنفاقه على الناس؟ وأما على نفسه فالكل يعرف زهد أئمة أهل البيت في حياتهم الخاصة رضي الله عنهم وأرضاهم.

وكذلك أشارت رواية البخاري رحمه الله أن سيدنا الحسن كان حريصاً علىٰ ضمان شروطه.

قال: فمن لي بهذا؟ قالا: نحن لك به، فما سألهما شيئاً إلاّ قالا: نحن لك به فصالحه.

وأما عن مراحل الصلح فقد أجاد الأستاذ غيث كما ذكرنا فليراجع في موضعه من الكتاب القيم [مرويات خلافة معاوية].

ولقد ذكرنا في حينه رواية البخاري في صحيحه عن هذا الصلح (ح ٢٥٥٧) ورواية الحاكم [٣/ ٣١٧] ورواية يعقوب بن سفيان (٣/ ٣١٧) في المعرفة والتاريخ.

وفيما يلي بعض الروايات في الباب.

وأخرج ابن سعد في طبقاته من طريق عبد الله بن بكر (ثقة) حدثنا حاتم بن أبي صغيرة (ثقة) عن عمرو بن دينار (ثقة): (أن معاوية كان يعلم أن الحسن أكره الناس للفتنة فلما توفي علي بعث إلى الحسن فأصلح ما بينه وبينه سراً وأعطاه معاوية عهداً إن حدث به حدث والحسن حيّ ليسمينه وليجعلن الأمر إليه فلما توثق منه الحسن ـ قال ابن جعفر ـ: والله إني لجالس عند الحسن إذ أخذت لأقوم فجذب بثوبي وقال: يا هاهنا اجلس فجلست، فقال: إني قد رأيت رأياً وإني أحب أن تتابعني عليه، قلت: ما هو؟ قال: قد رأيت أن أعمد إلى المدينة فأنزلها وأخلي بين معاوية وبيني هذا الحديث فقد طالت الفتنة وسفكت الدماء وقطعت الأرحام والسبل وعطلت الفروج [يعني الثغور].

قال ابن جعفر: (جزاك الله خيراً عن أمة محمد فأنا معك، فقال: ادع لي الحسين...) الخبر. [الطبقات (١/ ٣٣٠)].

وانظر [سير أعلام النبلاء (٣/ ٢٦٤)] واللفظ هنا من سير أعلام النبلاء. انظر [تهذيب ابن عساكر ٤/ ٢٢٤)].

وهذه الرواية توكيد لرواية البخاري من أن الحسن ومعاوية رضي الله عنهما كانا يرغبان في=

امیرِ معاویہ کا امام حسن علیہ السلام سے بغض..... امیرِ معاویہ نے امام حسن علیہ السلام کی بیعت نہیں کی بلکہ ان پر جنگ مسلط کر کے ان کو صلح کیلیئے مجبور کیا اور حکومت کو حاصل کیا اور بتلایا کہ وہ خود کو امام علی علیہ السلام و امام حسن علیہ السلام سے زیادہ خلافت کا حقدار سمجھتا تھا((بخاری))... اور جس شرط پر صلح کی تھی اس شرط کو پامال کیا..اور جس نعرے کا استعمال کر کے بغاوت کی تھی اس پر عملاً بیس سال کچھ نہ کیا..پھر جب امیرِ معاویہ کو سبطِ پیغمبر(ص) و جوانانِ بہشت کے سردار و دوشِ رسالتمآب(ص) کے سوار کی شہادت کی خبر ملی. تو اس نے انا للہ و انا الیہ راجعون بھی پڑھنا گوارہ نہ کیا بلکہ اس شہادت کو مصیبت ہی نہ جانا.آج تک حضرت عثمان رض کی شہادت پر دکھ کرنیوالے کیلیئے امام حسن علیہ السلام کی شہادت اتنی بے قیمت کہ دکھ کا اظہار بھی نہ کیا.بلکہ دکھ کرنے والے پر متعجب ہوا.اور پھر امیرِ معاویہ کے پیروکاروں میں سے ہی ایک نے تو امام حسن علیہ السلام کو آگ کا انگارہ کہکر گویا انکی شہادت پر خوشی کا اظہار کیا.اور یہ ممکن ہی نہیں تھا اگر اس شخص کو تھوڑا سا بھی شک ہوتا کہ امیرِ معاویہ امام حسن علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں..لیکن درباری اپنے بادشاھوں کے مزاج و ایمان کے بارے میں خوب جانتے ہیں اسی لیئے اس نے توھین کی جرات کی اور امیرِ معاویہ نے اس کو روکا نہیں یعنی اس کی گستاخی کو بالکل حق قرار دیا(سنن ابی داؤد))... اس روایت کو امام البانی و حافظ زبیر علی زئی و العصام الھادی و مجلس علمی دارلدعوہ نے صحیِ قرار دیا ہے...حافظ زبیر علی زئی صاحب

نے حاشیہ میں لکھا ہے کہ عون المعبود میں وضاحت موجود ہے کہ اس روایت میں فلاں سے مراد امیرِ معاویہ ہیں...اور بقیہ بن ولید کی روایت بحیرا بن سعد سے مقبول ہوتی ہے...مزید وضاحت مسند امام احمد بن حنبل کی روایت میں موجود ہے جہاں بقیہ بن ولید کی بحیرا بن سعد سے سماعت ((حدثنا)) بھی ثابت ہے اور فلاں کی جگہ لفظ معاویہ بھی لکھا ہوا ہے.اور احمد الزین محقق نے سند کو صحیح قرار دیا ہے......

کیا احسان کا بدلہ احسان کے سوا کچھ ہو سکتا ہے(قرآن)... کیا امام حسن علیہ السلام کی قربانی و احسان کا امیرِ معاویہ کو یہی صلہ دینا چاہیئے تھا..جو شخص اھلبیت سے اپنے بغض کا اظہار کرے انکے قول و فعل کی تاویلات آخر کس قانون کے تحت کیجائیں...شاھد یہ خوشی اس لیئے تھی کہ اب حکومت امام حسن علیہ السلام کیطرف پلٹ کر نہیں جائیگی... اور امیرِ معاویہ اب اس بادشاھت کو اپنی نسل میں منتقل کر کے ہمیشہ ہمیشہ کیلیئے بنی ھاشم کی حکومت کا دروازہ بند کرنے میں کامیاب ہونگے.....

ویسے کسی کی شہادت پر خوش وہ ہوتا جو یا شہید کرنے میں ملوث ہو اور مشن کی تکمیل پر جشن منائے...یا پھر اسکو یقین ہو کہ اس شخصیت کی شہادت کے بغیر وہ اپنے مشن میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا...اب جو خواھشات امام حسن علیہ السلام کی شہادت سے مکمل ہوں کیا وہ خواھشات شرعی ہو سکتی ہیں..اور اگر غیر شرعی ہیں تو پھر اکہرا ثواب کیا غیر شرعی امور پر بھی ملتا ہے....

جلد چہارم

سُنن ابُو دَاؤد (اُردو)

كتاب الطب ——— كتاب الأدب

www.KitaboSunnat.com

تالیف
امام ابُو داؤد سُلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ و فوائد
فضیلۃ الشیخ ابُو عمار عُمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج
حافظ ابُو طاہر زُبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تنقیح و اضافہ
حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

جدید عصری مسائل
پروفیسر محمد یحییٰ حفظہ اللہ

دارُالسّلام
کتاب و سُنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور
اسلام آباد • کراچی • لندن • ہیوسٹن • نیو یارک

رُفْقَةً فِيهَا جِلْدُ نَمِرٍ».

فائدہ: شریعت کی مخالفت' ایک نجس عمل ہے۔ جو اپنے ظاہری اور باطنی برے اثرات سے خالی نہیں رہتی۔

٤١٣١- حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ بنِ سَعِيدٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عن بَحِيرٍ، عن خَالِدٍ قالَ: وَفَدَ المِقْدَامُ بنُ مَعْدِيكَرِبَ وعَمْرُو بنُ الأَسْوَدِ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِينَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ: أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ ابنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ فَرَجَّعَ المِقْدَامُ، فقالَ لَهُ فُلَانٌ: أَتَعُدُّهَا مُصِيبَةً؟ فقالَ لَهُ: وَلِمَ لا أَرَاهَا مُصِيبَةً وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ الله ﷺ في حِجرِهِ، فقال: «هٰذَا مِنِّي وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ»، فقالَ الأَسَدِيُّ: جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا الله. قالَ: فقالَ المِقْدَامُ: أَمَّا أَنَا فَلَا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتَّى أُغِيظَكَ وَأُسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ، ثُمَّ قال: يَا مُعَاوِيَةُ! إنْ أَنَا صَدَقْتُ فَصَدِّقْنِي، وَإِنْ أَنَا كَذَبْتُ فكَذِّبْنِي. قال: أَفْعَلُ. قال: فَأَنْشُدُكَ بالله! هَلْ سَمِعتَ رَسُولَ الله ﷺ يَنْهَى عن لُبْسِ الذَّهَبِ؟ قال: نَعَمْ. قال: فَأَنْشُدُكَ بالله! هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عن لُبْسِ الْحَرِيرِ؟ قال: نَعَمْ. قال: فَأَنْشُدُكَ بالله! هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ

۴۱۳۱- جناب خالد بن معدان سے روایت ہے کہ حضرت مقدام بن معدیکرب' عمرو بن اسود اور قبیلۂ بنو اسد کا ایک آدمی جو اہل قنسرین میں سے تھا' حضرت معاویہ بن ابوسفیان ؓ کے ہاں آئے۔ معاویہ نے مقدام سے کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ حسن بن علی ؓ وفات پا گئے ہیں؟ تو مقدام نے ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْن﴾ پڑھا۔ تو ایک آدمی نے ان سے کہا: کیا تم اس کو مصیبت سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں ان کی وفات کو مصیبت کیوں نہ سمجھوں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی گود میں بٹھایا تھا اور کہا تھا: ''یہ (حسن) مجھ سے ہے اور حسین علی سے!'' اسدی آدمی نے کہا: دہکتا کوئلہ تھا جسے اللہ عزوجل نے بجھا دیا۔ مقدام نے کہا: مگر (میں تو ایسی بات نہیں کہتا جو اس اسدی نے کہی ہے) میں آج تمہیں غصہ دلا کے رہوں گا اور وہ کچھ سناؤں گا جو تمہیں برا لگے۔ پھر کہا: اے معاویہ! اگر میں سچ کہوں تو میری تصدیق کرنا اور اگر غلط کہوں تو تردید کر دینا۔ معاویہ نے کہا: ایسے ہی کروں گا۔ مقدام نے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے سونا پہننے سے منع فرمایا ہے؟ کہا ہاں۔ مقدام نے پھر کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تمہیں خبر ہے کہ' رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے سے روکا ہے؟

٤١٣١ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الفرع والعتيرة، باب النهي عن الانتفاع بجلود السباع، ح: ٤٢٦٠ عن عمرو بن عثمان به * رواية بقية عن بحير صحيحة لأنها من كتابه.

عَلَيْهَا؟ قال : نَعَمْ . قال : فَوَاللهِ! لَقَدْ رَأَيْتُ هٰذَا كُلَّهُ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ! فقالَ مُعَاوِيَةُ : قَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْكَ يَا مِقْدَامُ! قال خَالِدٌ : فأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبَيْهِ وَفَرَضَ لابْنِهِ فِي الْمِائَتَيْنِ فَفَرَّقَهَا المِقْدَامُ عَلٰى أَصْحَابِهِ، قال: وَلَمْ يُعْطِ الأَسَدِيُّ أَحَدًا شَيْئًا مِمَّا أَخَذَ. فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةَ فقال: أَمَّا المِقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيمٌ بَسَطَ يَدَهُ، وَأَمَّا الأَسَدِيُّ فَرَجُلٌ حَسَنُ الإِمْسَاكِ لِشَيْئِهِ.

انہوں نے کہا: ہاں۔ حضرت مقدام نے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں کی کھالیں پہننے اور ان پر سوار ہونے سے روکا ہے؟ کہا: ہاں۔ مقدام نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے یہ سب کچھ تمہارے گھر میں دیکھا ہے اے معاویہ! اس پر معاویہ نے کہا: اے مقدام! مجھے معلوم تھا کہ میں تجھ سے ہرگز نہیں بچ سکوں گا۔ خالد بن معدان نے بیان کیا کہ پھر معاویہ ؓ نے مقدام کے لیے اس قدر انعام کا حکم دیا جو اس کے دوسرے دو ساتھیوں کے لیے نہیں تھا اور ان کے بیٹے کے لیے دو سو والوں میں حصہ مقرر کر دیا۔ چنانچہ حضرت مقدام ؓ نے اسے اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ مگر اسدی نے جو وصول کیا اس میں سے کسی کو کچھ نہ دیا۔ معاویہ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کہا: مقدام کھلے ہاتھ کے سخی آدمی ہیں اور اسدی اپنے مال کی خوب حفاظت کرنے والا ہے۔

فوائد ومسائل: ① صحابۂ کرام ؓ حق بات کہنے میں بڑے جری تھے۔ حضرت مقدام ؓ کو حضرت معاویہ کی امارت سے کوئی خوف نہ آیا اور بے دھڑک حق بات کہہ دی۔ ② اس مکالمے کے شروع میں جو آیا ہے: ''ایک آدمی نے کہا'' اس کے قائل شاید حضرت معاویہ ؓ ہی ہوں۔ جسے ادباً مبہم رکھا گیا ہے۔ (عون المعبود) ③ بنوامیہ اور اہل بیت کے خاندانوں میں سیاسی امور میں ان کے خاص رجحانات تھے۔ یہ تاریخ اسلام کا انتہائی پریشان کن دور تھا جو گزر گیا۔ اب ہم تمام صحابۂ کرام ؓ کے لیے دعا گو ہیں اور کسی کے متعلق اپنے دل میں کوئی بغض نہیں رکھتے۔ ایک مؤرخ کو حسب وقائع کسی بھی جانب میلان کا حق حاصل ہے مگر خیال رہے کہ دوسری جانب بھی جلیل القدر صحابہ ہیں ...... رضی اللّٰہ عنہم وارضاھم ...... ﴿رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ (الحشر:١٠) ④ درندوں کی کھالیں اور ان کی گدیاں استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور ایسے ہی مردوں کے لیے سونا اور ریشم بھی مباح نہیں۔ ⑤ حضرت معاویہ ؓ کے متعلق جو ذکر ہوا کہ ان کے گھر میں ریشم اور درندوں کی کھالیں استعمال ہوتی تھیں تو شاید فرامین رسول ﷺ کی کوئی تاویل کرتے ہوں گے۔ واللّٰہ اعلم.

صحيح سنن أبي داود

للإمام الحافظ سليمان بن الأشعث السجستاني
المتوفى سنة ٢٧٥هـ رحمه الله

تأليف
محمد ناصر الدين الألباني

المجلد الثاني

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع
لصاحبها سعد بن عبد الرحمن الراشد
الرياض

٤١٣١ - عَن خَالِدٍ ، قَالَ : وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِي كَرِبَ ، وَعَمْرُو بْنُ الأَسْوَدِ ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ - مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِينَ - إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ : أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ ؟ فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ : أَتَرَاهَا مُصِيبَةً ؟ قَالَ لَهُ : وَلِمَ لا أَرَاهَا مُصِيبَةً ؟ وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حِجْرِهِ ، فَقَالَ :

« هَذَا مِنِّي ، وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ » .

فَقَالَ الأَسَدِيُّ : جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ، قَالَ : فَقَالَ الْمِقْدَامُ : أَمَّا أَنَا فَلا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتَّى أُغَيِّظَكَ وَأُسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ ، ثُمَّ قَالَ : يَا مُعَاوِيَةُ ! إِنْ أَنَا صَدَقْتُ فَصَدِّقْنِي ، وَإِنْ أَنَا كَذَبْتُ فَكَذِّبْنِي ، قَالَ : أَفْعَلُ ، قَالَ : فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ ؛ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ ؟ قَالَ : نَعَمْ ، قَالَ : فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ ؛ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ ؟ قَالَ : نَعَمْ ، قَالَ : فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ ؛ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ ، وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا ؟ قَالَ : نَعَمْ ، قَالَ : فَوَاللهِ لَقَدْ رَأَيْتُ هَذَا كُلَّهُ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ ! فَقَالَ مُعَاوِيَةُ : قَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْكَ يَا مِقْدَامُ ! قَالَ خَالِدٌ : فَأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبَيْهِ ، وَفَرَضَ لابْنِهِ فِي الْمِائَتَيْنِ ، فَفَرَّقَهَا الْمِقْدَامُ فِي أَصْحَابِهِ ، قَالَ : وَلَمْ يُعْطِ الأَسَدِيُّ أَحَدًا شَيْئًا مِمَّا أَخَذَ ، فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةَ ، فَقَالَ : أَمَّا الْمِقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيمٌ بَسَطَ يَدَهُ ، وَأَمَّا الأَسَدِيُّ فَرَجُلٌ حَسَنُ الإِمْسَاكِ لِشَيْئِهِ .

- صحيح .

السنن
(سنن أبي داود)

مضبوطاً على تسع نسخ خطية

للإمام الحافظ
أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني
٢٠٢هـ - ٢٧٥هـ

حققه وعلق عليه وحكم على أحاديثه
عصام موسى هادي

دار الصديق
للنشر والتوزيع

الْحَكَم بْنِ عُتَيْبَةَ، أَنَّهُ انْطَلَقَ هُوَ وَنَاسٌ مَعَهُ إِلَى عَبْدِاللهِ بْنِ عُكَيْمٍ ـ رَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ ـ قَالَ الْحَكَمُ: فَدَخَلُوا وَقَعَدْتُ عَلَى الْبَابِ، فَخَرَجُوا إِلَيَّ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ عُكَيْمٍ أَخْبَرَهُمْ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَتَبَ إِلَى جُهَيْنَةَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِشَهْرٍ، أَنْ لَا يَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ»[(١)]. [انظر ما قبله]

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: فَإِذَا دُبِغَ لَا يُقَالُ لَهُ إِهَابٌ، إِنَّمَا يُسَمَّى شَنًّا وَقِرْبَةً. قَالَ[(٢)] النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: يُسَمَّى إِهَاباً مَا لَمْ يُدْبَغْ.

٤٢ ـ باب فِي جُلُودِ [الْمَيْتَةِ][(٣)] النُّمُورِ [وَالسِّبَاعِ][(٣)]

٤١٢٩ ـ (صحيح) **حَدَّثَنَا** هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ أَبِي الْمُعْتَمِرِ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «**لَا تَرْكَبُوا الْخَزَّ وَلَا النِّمَارَ**». قَالَ: وَكَانَ مُعَاوِيَةُ لَا يُتَّهَمُ فِي الْحَدِيثِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ[(٤)]. [جه: ٣٦٥٦، تحفة: ١١٤٣٩]

٤١٣٠ ـ (حسن) **حَدَّثَنَا** [مُحَمَّدُ][(٥)] بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا عِمْرَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «**لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا جِلْدُ نَمِرٍ**». [تحفة: ١٢٨٩٨]

٤١٣١ ـ (صحيح) **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ الْحِمْصِيُّ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدٍ قَالَ: وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِيكَرِبَ وَعَمْرُو بْنُ الأَسْوَدِ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِينَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ: أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ، فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَتَرَاهَا مُصِيبَةً؟ قَالَ لَهُ: وَلِمَ لَا أَرَاهَا مُصِيبَةً وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حِجْرِهِ، فَقَالَ: «**هَذَا مِنِّي وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ**». فَقَالَ الأَسَدِيُّ: جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللهُ ﷻ. قَالَ: فَقَالَ الْمِقْدَامُ: أَمَّا أَنَا فَلَا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتَّى أُغِيظَكَ[(٦)] وَأُسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ. ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ، إِنْ أَنَا صَدَقْتُ فَصَدِّقْنِي، وَإِنْ أَنَا كَذَبْتُ فَكَذِّبْنِي، قَالَ: أَفْعَلُ. قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ سَمِعْتَ[(٧)] أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَوَاللهِ لَقَدْ رَأَيْتُ هَذَا كُلَّهُ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ. فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْكَ يَا مِقْدَامُ، قَالَ خَالِدٌ: فَأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبَيْهِ، وَفَرَضَ لِابْنِهِ فِي الْمِئَتَيْنِ فَفَرَّقَهَا الْمِقْدَامُ فِي أَصْحَابِهِ، قَالَ: وَلَمْ يُعْطِ الأَسَدِيُّ أَحَداً شَيْئاً مِمَّا أَخَذَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: أَمَّا الْمِقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيمٌ بَسَطَ يَدَهُ، وَأَمَّا الأَسَدِيُّ فَرَجُلٌ حَسَنُ الإِمْسَاكِ لِشَيْئِهِ. [تحفة: ١١٤١١]

---

(١) في هامش (و) قبلها وعزاها لابن الأعرابي: «قال أبو داود: إليه يذهب أحمد».

(٢) في الهندية: «قال أبو داود: قال النضر...». (٣) زيادة من (و).

(٤) في الهندية: «نسخة: قَالَ لَنَا أَبُو سَعِيدٍ: قَالَ لَنَا أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْمُعْتَمِرِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ طَهْمَانَ كَانَ يَنْزِلُ الْحِيرَةَ» قلت: وأبو سعيد هو ابن الأعرابي. (٥) زيادة من (ج).

(٦) في هامش (أ): «صوابه: أَغيظك بفتح الهمزة لأن ماضيه ثلاثي».

(٧) في المطبوع: «تعلم» والمثبت من الأصول كلها.

کتاب	**سنن أبي داود** مؤسسة دار الدعوة التعليمية الخيرية (دارالدعوۃایجوکیشنل اینڈویلفیر فاؤنڈیشن) (عربی متن مع اردو ترجمہ، تخریج وتحشیہ)
تالیف	للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني (202- 275 ھ)
مراجعہ وتقدیم	مجلس علمی دارالدعوۃ (نئی دہلی)
مترجم	ڈاکٹر عبدالرحمن بن عبدالجبار الفریوائی استاذ حدیث امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی (ریاض)
سوفٹ ویئر ڈیولپر	ابو طلحہ عبدالوحید بابر حفظ اللہ
ڈاؤن لوڈ سوفٹ ویئر	www.islamicurdubooks.com/download
پی ڈی ایف میکر	محمد عامر عبدالوحید انصاری حفظ اللہ www.quranpdf.blogspot.in
یونیکوڈ فائل پرووائیڈر	محمد آصف مغل حفظ اللہ
مکمل حصّہ	کتاب "طہارت کے مسائل" سے کتاب "السلام علیکم کہنے کے آداب" تک
احادیث	احادیث 1 سے 5274

حدیث نمبر: 4131

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ الْحِمْصِيُّ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدٍ، قَالَ: وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِ يكَرِبَ، وَعَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِينَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ:أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ،

فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَتَرَاهَا مُصِيبَةً ؟ قَالَ لَهُ: وَلِمَ لَا أَرَاهَا مُصِيبَةً وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِهِ، فَقَالَ: هَذَا مِنِّي، وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ، فَقَالَ الْأَسَدِيُّ: جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: فَقَالَ الْمِقْدَامُ: أَمَّا أَنَا فَلَا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتَّى أُغَيِّظَكَ وَأُسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ إِنَّ أَنَا صَدَقْتُ، فَصَدِّقْنِي وَإِنْ أَنَا كَذَبْتُ، فَكَذِّبْنِي، قَالَ: أَفْعَلُ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَوَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ هَذَا كُلَّهُ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْكَ يَا مِقْدَامُ، قَالَ خَالِدٌ: فَأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبَيْهِ وَفَرَضَ لِابْنِهِ فِي الْمِائَتَيْنِ، فَفَرَّقَهَا الْمِقْدَامُ فِي أَصْحَابِهِ قَالَ: وَلَمْ يُعْطِ الْأَسَدِيُّ أَحَدًا شَيْئًا مِمَّا أَخَذَ فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ: أَمَّا الْمِقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيمٌ بَسَطَ يَدَهُ وَأَمَّا الْأَسَدِيُّ فَرَجُلٌ حَسَنُ الْإِمْسَاكِ لِشَيْئِهِ".

خالد کہتے ہیں مقدام بن معدی کرب، عمرو بن اسود اور بنی اسد کے قنسرین کے رہنے والے ایک شخص معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے پاس آئے، تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقدام سے کہا: کیا آپ کو خبر ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا انتقال ہو گیا؟ مقدام نے یہ سن کر «انا لله وانا اليه راجعون» پڑھا تو ان سے ایک شخص نے کہا: کیا آپ اسے کوئی مصیبت سمجھتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: میں اسے مصیبت کیوں نہ سمجھوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی گود میں بٹھایا، اور فرمایا: "یہ میرے مشابہ ہے، اور حسین علی کے"۔ یہ سن کر اسدی نے کہا: ایک انگارہ تھا جسے اللہ نے بجھا دیا تو مقدام نے کہا: آج میں آپ کو ناپسندیدہ بات سنائے، اور ناراض کئے بغیر نہیں رہ سکتا، پھر انہوں نے کہا: معاویہ! اگر میں سچ کہوں تو میری تصدیق کریں، اور اگر میں جھوٹ کہوں تو جھٹلا دیں، معاویہ بولے: میں ایسا ہی کروں گا۔ مقدام نے کہا: میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں: کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے سے منع فرمایا ہے؟ معاویہ نے کہا: ہاں۔ پھر کہا: میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں: کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے؟ کہا: ہاں معلوم ہے، پھر کہا: میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں: کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کی کھال پہننے اور اس پر سوار ہونے سے منع فرمایا ہے؟ کہا: ہاں معلوم ہے۔ تو انہوں نے کہا: معاویہ! قسم اللہ کی میں یہ ساری چیزیں آپ کے گھر میں دیکھ رہا ہوں؟ تو معاویہ نے کہا: مقدام! مجھے معلوم تھا کہ میں تمہاری نکتہ چینیوں سے بچ نہ سکوں گا۔ خالد کہتے ہیں: پھر معاویہ نے مقدام کو اتنا مال دینے کا حکم دیا جتنا ان کے اور دونوں ساتھیوں کو نہیں دیا تھا اور ان کے بیٹے کا حصہ دو سو والوں میں مقرر کیا، مقدام نے وہ سارا مال اپنے ساتھیوں میں بانٹ دیا، اسدی نے اپنے مال میں سے کسی کو کچھ نہ دیا، یہ خبر معاویہ کو پہنچی تو انہوں نے کہا: مقدام سخی آدمی ہیں جو اپنا ہاتھ کھلا رکھتے ہیں، اور اسدی اپنی چیزیں اچھی طرح روکنے والے آدمی ہیں۔

تخریج دارالدعوہ: سنن النسائی/الفرع والعتيرة ٦ (٤٢٥٩)، (تحفة الأشراف: ١١٤١١، ١١٥٥٥)، وقد أخرجه: مسند احمد (١٣٢/٤) (صحيح)

المسند

للإمام

أحمد بن محمد بن حنبل

١٦٤ - ٢٤١

شرحه وصنع فهارسه

حمزة أحمد الزين

الجزء الثالث عشر

من الحديث ١٦٣٥٣

إلى الحديث ١٧٨٤٤

دار الحديث

القاهرة

حدیث 17123...سماع اور نام کی تصریح...

لنفسه».

١٧١٢١ ـ **حدثنا** خلف بن الوليد قال ثنا ابن عياش عن بحير بن سعد عن خالد بن معدان عن المقدام بن معد يكرب الكندي عن النبي ﷺ «إن الله عز وجل يوصيكم بأمهاتكم إن الله يوصيكم بآبائكم إن الله يوصيكم بالأقرب فالأقرب».

١٧١٢٢ ـ **حدثنا** أبو المغيرة قال ثنا حريز قال حدثنا عبدالرحمن بن ميسرة الحضرمي قال سمعت المقدام بن معدى كرب الكندي قال: أُتي رسول الله ﷺ بوضوء فتوضأ فغسل كفيه ثلاثا ثم غسل وجهه ثلاثا ثم غسل ذراعيه ثلاثا ثلاثا ثم مضمض واستنشق ثلاثا ومسح برأسه وأذنيه ظاهرهما وباطنهما وغسل رجليه ثلاثا ثلاثا.

١٧١٢٣ ـ **حدثنا** حيوة بن شريح ثنا بقية ثنا بحير بن سعد عن خالد بن معدان قال وفد المقدام بن معدى كرب وعمرو بن الأسود إلى معاوية فقال معاوية للمقدام: أعلمت أن الحسن بن علي توفى فرجع المقدام فقال له معاوية أتراها مصيبة؟ فقال: ولم لا أراها مصيبة وقد وضعه رسول الله ﷺ في حجره وقال «هذا مني وحسين من علي رضي الله تعالى عنهما».

١٧١٢٤ ـ **حدثنا** الحكم بن نافع قال ثنا إسماعيل بن عياش عن بحير بن سعد عن خالد بن معدان عن المقدام بن معدى كرب أنه رأى

(١٧١٢١) **إسناده صحيح**، وابن عياش هو إسماعيل، والحديث رواه ابن ماجه ١٢٠٧/٢ رقم ٣٦٦١، والبيهقي ١٧٩/٤.

(١٧١٢٢) **إسناده صحيح**، وحريز هو ابن عثمان، والحديث سبق في ١٦٣٨٣.

(١٧١٢٣) **إسناده صحيح**، والحديث رواه أبو داود ٦٨/٤ رقم ٤١٣١ في اللباس/ في جلود النمور والسباع.

(١٧١٢٤) **إسناده صحيح**، سبق في ١٧١١٥.

نتیجة الکلام اور امیرِ معاویہ کے ناصبی ہونے کی صراحت.... امیرِ معاویہ کا علی علیہ السلام سے بغض میں سنتِ نبی(ص) کو ترک کرنا(سنن نسائی). امیرِ معاویہ کا علی علیہ السلام کو برا کہنا (سنن ابنِ ماجہ).. دوسروں کو برا کہنے کا حکم دینا(صحیح مسلم). بیعت نہ کر کے شریعت کی مخالفت کرنا(بخاری) .اصحاب حجر بن عدی رض و عبد الرحمٰن بن عدیس کو شہید کرنا(الاصابہ)..حدیثِ صریح بغاوت و جہنم کیطرف دعوت دینے کے معلوم ہونے پر رجوع کی جگہ علی علیہ السلام پر تہمت لگانا اور اسی فعل پر قائم رہنا(مسند امام احمد). امام حسن علیہ السلام کی بیعت نہ کر کے ان پر جنگ مسلط کرنا اور بزور شمشیر حکومت کو حاصل کرنا(الاصابہ و اسد الغابہ و الاستعیاب و تاریخ دمشق) .صلح کی شرط کو تسلیم کر کے اس کی مخالفت کرنا(صحیح تاریخ طبری).امام حسن علیہ السلام کی شہادت کو مصیبت نہ سمجھنا اور ایک درباری کی توہین پر خاموش رہ کر اسکی تصدیق کرنا(سنن ابی داؤد)...یہ تمام امور ثابت کرتے ہیں کہ امیرِ معاویہ اھلبیت سے منحرف تھے...نصوص کیخلاف ایک خیال کا نعرہ لگا کر حکومت کے طالب تھے...اور انکے گردو نواح میں انھی کے ہم خیال لوگ موجود تھے.جنھیں عہدوں و عزت سے نوازا جاتا تھا....

امیرِ معاویہ کی حقیقت جاننے کیلیئے یہ کافی ہے کہ رسول اللہ(ص) انھیں بلایا وہ نہیں آئے تو صاحبِ وحی و رحمۃ اللعالمین و صبر و تحمل کے پیکر و دشمنوں و کفار کیلیئے بھی دعائے خیر کرنے والے نبی(ص) نے امیرِ معاویہ کو بددعا دی..اے اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے((صحیح مسلم)) عجیب کہ صرف

کھانے پینے کیلیئے نبی(ص) کے تین مرتبہ بلانے پر بھی حاضری نہیں دی گئی..جبکہ ایسا فعل تو اپنے والد سے بھی انجام دینا حرام ہے اور والدین کا عاق ورار دیتا ہے......پھر وہی امیرِ معاویہ ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام جیسی بزرگ و صابر شخصیت کہ جنھوں نے اپنے قاتل ابنِ ملجم کو شربت پیش کیا..انھوں نے دورانِ نماز امیرِ معاویہ کیلیئے بددعا کی((مصنف ابنِ ابی شیبہ))...اس روایت کے صحیح ہونے پر تین محقیقین کے اقوال پیش ہیں.. اس سے بڑھکر علی علیہ السلام کا امیرِ معاویہ سے بیزار ہونے کا ثبوت کیا ہو گا...بس ایک.جملے میں امیرِ معاویہ کی شخصیت پر تبصرہ.کیا جائے..تو امیرِ معاویہ نبی(ص) و علی(علیہ السلام) کا بددعایا ہوا انسان ہے..اور میرے ایمان کا حصہ ہے کہ نبی(ص) و علی علیہ السلام کسی سے ذاتی دشمنی کی بنا پر اسے بددعا نہیں دتے جبتکہ اس شخص کی اسلام دشمنی ثابت نہ ہو جائے..اور جب نبی(ص) و علی علیہ السلام بددعا کر دیں تو پھر اللہ ان کی بددعا رد نہیں کرتا....

ابنِ حجر العسقلانی فرماتے ہیں کہ علی علیہ السلام کیخلاف ایک گروہ خوارج کا تھا جو علی علیہ السلام کو کافر کہتے تھے.اور ان کیساتھ بغض رکھنے میں بنی امیہ شریک ہوئے جنھوں نے منبروں پر علی علیہ السلام کو لعنت کرنا جائز سمجھا.اور یہ گروہ وہ تھا جس نے علی علیہ السلام سے جنگ کی((فتح الباری))... مزید اب تین حوالہ جات مزکور ہیں جنھیں بغور پڑھنے سے امیرِ معاویہ کا اسلام میں کردار نمایاں ہو گا...اور انھی تمام مطالب کو ابنِ کثیر نے اپنے اشعار میں کچھ ہوں بیان کیا...

کہ بنی امیہ کے تمام حکمران ناصبی تھے..سوائے عمر بن عبد العزیز اور معاویہ بن یزید یہ دونوں راست رو تھے..اور پھر بنی امیہ کے حکمرانوں کے نام گنوائے کہ انمیں پہلے معاویہ ہیں پھر انکا بیٹا یزید((تاریخ ابنِ کثیر)).... اب امیرِ معاویہ کو حافظ ابنِ کثیر نے ناصبی قرار دیا ہے..جو فتویٰ لگانا ہے ان پر لگایا جائے.....

ناصبی کے اھلبیت علیھم السلام کے خلاف اقدامات کہ جنکے بارے میں نصوص نے فیصلہ کر دیا ہے..ان افعال کی تاویل کیضرورت ہی نہیں ہے. زبردستی محبت ثابت کرنا اور گناہ کو اجتہادی خطا کہہ کر اکہرے ثواب کا مستحق قرار دینا دین سے بغاوت و ناصبیت کی دلیل ہے..

المصنف لابن أبي شيبة

الإمام أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة العبسي الكوفي

المولود سنة ١٥٩ هـ - والمتوفى سنة ٢٣٥ هـ

تقديم معالي الشيخ

ناصر بن عبد العزيز أبو حبيب الشثري

تحقيق

أ. د. سعد بن ناصر بن عبد العزيز أبو حبيب الشثري

المجلد الخامس

تتمة كتاب صلاة التطوع والإمامة ، كتاب الصيام

(٧٢٢٣ - ٩٥٤٠)

دار كنوز إشبيليا

للنشر والتوزيع

روایت 7232..علی علیہ السلام کی امیرِ معاویہ کیلیئے بددعا...

٧٢٣٢- **حدثنا** هشيم قال: أخبرنا حصين قال: حدثنا عبدالرحمن بن (معقل)[١] قال: صليت مع علي صلاة الغداة قال: فقنت فقال في قنوته: اللهم عليك بمعاوية وأشياعه، وعمرو بن العاص وأشياعه، وأبا (الأعور)[٢] السلمي (وأشياعه)[٣] وعبدالله بن قيس وأشياعه[٤].

٧٢٣٣- **حدثنا** هشيم عن يحيى بن سعيد قال: حدثنا محمد (بن) يحيى (بن)[٥] (حبان)[٦] قال: مكث النبي ﷺ أربعين صباحا يقنت في صلاة الصبح بعد الركوع وكان يقول في قنوته: **«اللهم أنج الوليد بن الوليد وعياش بن أبي ربيعة والعاص بن هشام[٧] والمستضعفين من المؤمنين (بمكة)[٨] الذين لا يستطيعون حيلة ولا يهتدون سبيلاً»**[٩].

٧٢٣٤- **حدثنا** يزيد بن هارون قال: أخبرنا محمد بن إسحاق[١٠] عن عمران بن (أبي)[١١] أنس عن حنظلة بن علي الأسلمي عن خفاف بن (إيماء)[١٢] بن رحضة

---

(١) في [هـ]: (مغفل).

(٢) زيادة في [ب]: (الأعور).

(٣) سقط في: [أ، ز].

(٤) صحيح.

(٥) في [أ، ب]: (عن)، وكذلك في: [ك].

(٦) في [ك]: (حيان).

(٧) قال ابن حجر في الإصابة ١٧٠/٥: «هذا غلط يتعين التنبيه عليه»، وصوابه: (سلمة بن هشام بن العاص بن هشام) كما في البخاري (٩٦١)، ومسلم (٦٧٥).

(٨) في [ك]: (بمثله).

(٩) مرسل.

(١٠) في [ب]: (أخبره).

(١١) في [أ]: زيادة (عن عمران بن أنس).

(١٢) في [ب]: (يمان).

ما صحّ
من آثار الصّحابة
في الفقه

تصنيف
زكريّا بن غلام قادر الباكستاني

المجلّد الأوّل

دار الخرّاز

باب : الدعاء في الصلاة :

عن عبدالرحمن بن معقل قال: صليت مع علي صلاة الغداة

قال: فقنت فقال في قنوته اللَّهُمَّ عليك بمعاوية وأشياعه، وأبا السلمى وأشياعه .

صحيح :

أخرجه ابن أبي شيبة (٢/٣١٧) حدثنا هشيم أخبرنا حصين حدثنا عبدالرحمن بن معقل به .

ومن طريق ابن أبي شيبة أخرجه ابن المنذر (٣/٢٤٤) .

* * * *

عن أبي الدرداء قال: إني لأدعو لسبعين من إخواني وأنا ساجد .

صحيح :

أخرجه ابن أبي شيبة (٢/٤٤١) حدثنا وكيع عن شعبة عن أبي إياس عن أبي الدرداء به .

وأبو إياس هو معاوية بن قرة .

باب : البكاء في الصلاة :

عن عبد الله بن شداد قال: سمعت نشيج عمر وأنا في آخر الصفوف في الصلاة وهو يقول: ﴿ **إنما أشكو بثي وحزني إلى الله** ﴾ .

صحيح :

أخرجه ابن أبي شيبة (٢/٣٥٥) ثنا سفيان بن عيينة عن إسماعيل بن محمد بن سعد عن عبد الله بن شداد .


تحقیقی، اصلاحی اور علمی
مقالات
www.KitaboSunnat.com
تالیف
حافظ زبیر علی زئی
الکتاب انٹرنیشنل
جامعہ نگر، نئی دھلی ۱۱۰۰۲۵

" فرأيتماني كاذبا آثمًا غادرًا خائنًا ، والله يعلم إني لصادق بار راشد تابع للحق " (صحیح مسلم:۱۷۵۷)

۳: سیدنا سعد بن عبادہ نے سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما سے کہا: " كذبت لعمر الله "
اور سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا: " كذبت لعمر الله "
بلکہ مزید کہا: " فإنك منافق تجادل عن المنافقين "

(صحیح بخاری:۴۱۴۱، صحیح مسلم:۲۷۷۰[۷۰۲۰])

۴: سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: " كذبت يا عمر؟ "

(صحیح مسلم:۲۵۰۳[۶۴۱۱])

۵: سیدنا ومولانا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھتے ہوئے بددعا فرمائی: " اللهم عليك بمعاوية و أشياعه وعمرو بن العاص و أشياعه و أبا السلمي و أشياعه و عبد الله بن قيس و أشياعه " (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/ ۳۱۷ ح ۷۰۴۹، نسخۃ الرشد ۳/ ۲۷۰، نسخۂ عوامہ ۵/ ۴۳ وسندہ صحیح، معانی الآثار للطحاوی ۱/ ۲۵۲، اتحاف المہرۃ ۱۱/ ۵۴۸)

واللہ! یہ سب حوالے بادلِ نخواستہ لکھے ہیں، تاکہ منکرینِ حدیث کے نقوشِ قدم پر چلنے والے سنابلی صاحب کو آئینہ دکھایا جائے۔

سنابلی صاحب کو چاہئے کہ وہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ کی مذکورہ احادیث کو موضوع اور من گھڑت قرار دیں، ورنہ وہ اپنے دعوے اور منہج میں کاذب ہیں۔

قارئین کرام! محمد اسد حبیب حفظہ اللہ اور راقم الحروف کے جواب میں سنابلی صاحب کی تحریر (رسول اللہ ﷺ کی سنت کو بدلنے والا: یزید، یہ روایت موضوع اور من گھڑت ہے) کے ابتدائی پانچ صفحات پر یہ دس صریح کالے جھوٹ موجود ہیں، لہٰذا ان کی باقی تحریروں میں کیا کیا سانپ اور بچھو نہ ہوں گے مگر عقل مندوں کے لئے یہی حوالے کافی ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود اور سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مومن کی طبیعت

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۳

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

افضل ہے اور نیز دلالت کرتا ہے اس پر قول ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کہ میں راضی ہوا واسطے ہمارے ایک دو مردوں میں سے عمر رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ سے باوجود یہ کہ ان کو معلوم تھا کہ وہ افضل ہیں دونوں سے اور تحقیق مشکل جانا گیا ہے ٹھہرانا عمر رضی اللہ عنہ کا خلافت کو چھ میں اور سپرد کیا اس کو طرف اجتہادوں کے کی اور نہ کیا اس نے جیسے کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد میں بیچ اس کے اس واسطے کہ اگر وہ نہ دیکھتا تھا جواز ولایت مفضول کے کو فاضل پر تو یہ فعل ان کا دلالت کرتا ہے کہ جو ان چھ کے سوا تھے ان کے نزدیک مفضول تھے بہ نسبت ان کے اور جب وہ ان کو پہچانتے تھے تو نہ پوشیدہ تھی ان پر افضلیت بعض چھ کی بعض پر اور اگر جانتے تھے کہ مفضول کی ولایت فاضل پر درست ہے تو جس کو خلیفہ بناتے ان میں سے یا ان کے غیر سے ممکن تھا یعنی خواہ کسی کو حاکم بناتے درست تھا اور جواب اول سے داخل ہوتا ہے اس میں جواب ثانی سے اور وہ یہ ہے کہ متعارض ہوا نزدیک اس کے فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے کسی خاص شخص کے خلیفہ بنانے کے ساتھ تصریح نہیں کی کہ فلانا شخص میرے بعد خلیفہ ہو اور فعل ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کہ انہوں تصریح کی کہ عمر رضی اللہ عنہ میرے بعد خلیفہ ہو پس یہ راہ جمع کرتی ہے تخصیص اور عدم تعیین کو یعنی اس صورت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا فعل دونوں جمع ہو جاتے ہیں۔(فتح)

بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ الْقُرَشِيِّ الْهَاشِمِيِّ أَبِي الْحَسَنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

باب ہے بیچ بیان مناقب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے جن کی کنیت ابوالحسن ہے قریشی ہیں ہاشمی ہیں

فائدہ: اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے سے دس سال پہلے پیدا ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکپن سے ان کو پالا اور لڑکپن سے ہمیشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور ان کی ماں کا نام فاطمہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام لائیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مریں اور کہا احمد اور قاضی اسمٰعیل اور نسائی اور ابوعلی نیسابوری نے کہ نہیں وارد ہوا کسی ایک کے حق میں اصحاب سے ساتھ مضبوط سندوں کے اکثر اس چیز سے کہ علی کے حق میں وارد ہوئی ہے اور تھا سبب بیچ اس کے یہ کہ وہ پیچھے رہے اور واقع ہوا اختلاف بیچ زمانے ان کے اور نکلنا خارجیوں کا اوپر اس کے پس تھا یہ سبب واسطے پھیلنے مناقب ان کے کثرت اصحاب کے سبب سے واسطے رد کرنے کے ان کے مخالفوں پر پس تھے وہ لوگ دو گروہ لیکن بدعتی نہایت کم تھے پھر تھا امر علی رضی اللہ عنہ کے سے جو تھا ایک گروہ پیدا ہوا جنہوں نے ان سے لڑائی کی اور ان کی تنقیص کی اور پکڑا ان کی لعنت کو منبروں پر سنت یعنی برملا منبروں پر علی رضی اللہ عنہ مرتضی کو لعنت کرنے لگے اور موافق ہوئے ان کے خارجی لوگ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض رکھنے پر اور اس میں کچھ زیادہ کیا یہاں تک کہ ان کو کافر کہا تو لوگ علی رضی اللہ عنہ کے حق میں تین قسم ہو گئے اہل سنت اور متبدعین خارجیوں سے اور لڑنے والے ساتھ ان کے بنی امیہ سے اور

تابعداروں کے پس محتاج ہوئے اہل سنت طرف پھیلانے فضائل ان کے پس کثرت نقل کرنے والوں کی واسطے ان کے واسطے کثرت مخالفین کے ہے نہیں تو جو نفس الامر میں ہے وہ یہ ہے کہ واسطے ہر ایک کے چاروں میں سے فضائل ہیں کہ اگر ان کو عدل کے میزان سے لکھا جائے تو نہیں نکلتا ہے قول اہل سنت اور جماعت کے سے ہرگز اور ایک روایت میں ہے کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ آٹھ برس کی عمر میں اسلام لائے تھے۔(فتح)

مرقاۃ المفاتیح اردو

للعلامہ الشیخ القاری علی بن سلطان محمد القاری ھجری ۱۰۱۴

شرح

مشکوۃ المصابیح

للامام العلامۃ محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزی المتوفی ۷۴۱

مترجم: مولانا راؤ محمد ندیم

جلد یازدہم

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ رحمانیہ
اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون:042-37224228-37355743

امیر معاویہؓ نے جواب دیا، عمار کو علیؓ اور ان کی جماعت نے مارا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی نے تو ان کو قتال پر ابھارا تھا۔ تو مآل کے اعتبار سے وہی قاتل ٹھہرے، لیکن یہ تاویل پہلے والی تاویل سے زیادہ قبیح تاویل ہے۔ کیونکہ تب تو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ حضرت حمزہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کیا کہ وہ اُحد کے جنگ میں ان کو لائے تھے، بلکہ اللہ نے ان کو قتل کیا کہ اللہ نے مؤمنین کو مشرکین سے لڑنے کا حکم فرمایا تھا۔

بایں طور حاصل یہ ہے کہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین معجزات کا ذکر ہے۔

① اس میں یہ فرمایا کہ عمار قتل کیے جائیں گے۔ ② وہ مظلوم ہوں گے۔ ③ ان کو قتل کرنے والا باغی جماعت کا فرد ہوگا۔

چنانچہ تینوں پیشینگوئیاں اسی طرح پوری ہوئیں، جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

پھر میں نے شیخ اکمل الدینؒ کی کتاب میں دیکھا وہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ سے منسوب یہ دونوں باتیں حضرت معاویہ پر افتراء ہیں کیونکہ پہلی بات سے حدیث میں تحریف لازم آتی ہے اور دوسری بات کو صحابہ میں سے کسی نے بھی ذکر نہیں کیا ہے۔ بلکہ وہ اپنی جان مال کو اللہ کے راستے میں استعمال کرتے رہے ہیں لہٰذا یہ حضرت معاویہ پر افتراء ہے انہوں نے نہ تو حدیث کی تاویل کی ہے اور نہ حضرت عمارؓ کے بارے میں ایسی پست بات کہی ہے کیونکہ یہ ان کی عقل وفراست سے بہت بعید بات ہے کہ کسی ایسی چیز میں مبتلا ہوئے ہوں کہ جس کا غلط ہونا ہر خاص وعام پر عیاں ہے۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں جب حضرت معاویہؓ پر واجب تھا کہ وہ اپنی بغاوت کو چھوڑ کر امام برحق کی اطاعت کریں اور مخالفت اور خلافت کی طلب کو چھوڑ دیں تو اس سے ظاہر ہوا کہ وہ باطناً باغی تھے اور ظاہر میں حضرت عثمانی غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے طالب، مرائی ومرائی تھے۔ پس یہ حدیث ان کے عمل کی بابت ناہی ہے لیکن یہ کتاب (صحیفہ تقدیر) میں لکھا ہوا تھا، سوان کے نزدیک قرآن وحدیث دونوں ہی مجبور ہوگئے پس اس حدیث نے اس راز کو ظاہر کر دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحفۂ اثناء عشریہ اُردو

وہ عظیم الشان کتاب جس میں شیعہ مذہب کی ابتداء، ان کے بے شمار فرقے شیعوں کے اسلاف و علماء
اور ان کی کتابیں و احادیث اور ان کے راویوں کے حالات۔ ان کے مکر و فریب کے طریقے جن سے
وہ سادہ لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف لاتے ہیں۔ الوہیت، نبوت، معاد اور امامت کے بارے
میں اُن کے عقائد اُن کے پوشیدہ فقہی مسائل، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، ازواج مطہرات اور اہل بیت کے
متعلق ان کے عقائد و اقوال۔ اُن کے جھوٹ، مکائد و مطاعن، ان کے اوہام و تعصبات اور
مبلات کی تفصیل۔ غرض اس کتاب میں اس موضوع کے تمام مباحث جمع کر دیے گئے ہیں۔

تصنیف: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ اُردو: مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی (مظاہری)

ناشر

دارالاشاعت

مقابل مولوی مسافرخانہ۔ کراچی ۱

زیادہ بہتر ہے کہ مجھے اپنی ناک کٹا لینا اس صلح سے زیادہ پسند تھا۔

آپ کے اس فرمان اور طرزِ عمل سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے مجبور ہو کر صلح نہیں کی تھی، کیونکہ مجبوری کی صورت میں نہ ملامت کی جاتی ہے نہ شکایت۔

یہ ایک مشہور قاعدہ ہے کہ ضرورتیں ممنوعات کو جائز کر دیتی ہیں، اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کلام سعادت فرجام جو کتب شیعہ میں مذکور ہے، اس بات کی بھی دلیل ہے کہ امام وقت کے کسی فعل پر اپنی سمجھ میں آنے والی کسی مصلحت کے خلاف ہاکر نکیر کرنا یا ناخوشی ظاہر کرنے میں بھی کوئی قباحت نہیں نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ مصلحت وقت اور رعایت حال کی بنا پر اکابرین امت میں بھی اختلاف رونما ہوا ہے، اور وہ ناخوشی و ناراضگی کا سبب بھی بنا ہے، مگر ایک دوسرے کے خلاف بدگوئی اور برا بھلا کہنے کا باعث نہیں ہوا ان دو عمدہ فائدوں کو بڑی احتیاط سے حافظہ میں تازہ رکھنا چاہیئے کہ یہ بہت سی جگہ کام آئینگے۔

یہاں یہ بھی جان لینا چاہیئے کہ بعض جاہل امامیہ انتہائی عناد و تعصب کی بنا پر کہتے ہیں کہ اہل سنت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو امام مانتے ہیں، یہ قول انتہائی بے شرمی اور ڈھٹائی پر مبنی ہے، اور اس کو منہ پر جھوٹ بولنا کہتے ہیں، ورنہ معمولی پڑھا لکھا فارسی خواں جس نے اہل سنت کے مولانا عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ عقائد نامہ فارسی پڑھا یا دیکھا ہے یقین سے جانتا ہے کہ اہل سنت سب کے سب اس پر متفق ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ابتدائے امامت سے لے کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے معاملہ امامت حوالہ کرنے تک وہ حق پر نہیں تھے بلکہ باغی جیسا کردار ادا کر رہے تھے اس لیے کہ امام وقت کی اطاعت چھوڑ بیٹھے تھے امام حسن رضی اللہ عنہ نے جب امامت سپرد کی تو اسوقت وہ بادشاہ ہوئے یا ان کی حیثیت کے لئے زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں، کہ وہ ایک عام بادشاہ تھے تمام اسلامی ممالک کے فرمانروا اور جناب امیر رضی اللہ عنہ نے کسی ناگزیر مصلحت کے سبب ان کی سلطنت کی وسعت کو گوارہ کر لیا تھا، اور وہ امام کی اتباع جیسا کہ چاہیئے نہ کرتے تھے،

جس طرح بعض صوبیداروں کا رویہ اپنے بادشاہ کے ساتھ ہوتا ہے، یا جیسے ہمارے زمانہ کے بادشاہ شاہ عالم کے مختار کار، کہ بادشاہ کے علم میں لائے بغیر امور سلطنت انجام دیتے ہیں اور سوائے مقررہ روزینہ کے پہنچانے، اس کی طرف عرضیاں لکھنے یا اس سے القاب و خطابات حاصل کرنے کے اپنے بادشاہ سے کوئی سروکار نہیں رکھتے۔ لہذا ان حالات کے ماتحت وہ بادشاہ تھے جو بظاہر امام کی رائے اور رضامندی کے تحت سلطنت حاصل کر چکے تھے، اس لئے اہل سنت ان کو پہلا بادشاہ اسلام کہتے ہیں،

اب رہا یہ شک کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا کردار باغیانہ تھا اور وہ ناحق غلبہ حاصل کرنے والے تھے تو ان پر لعن کیوں نہیں کرتے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک گناہ کبیرہ کے مرتکب پر لعن جائز نہیں اور چونکہ بغاوت بھی گناہ کبیرہ ہے اس لئے اس پر بھی لعن منع اور ناجائز ہے

اہل سنت اپنے اس دعوی کی دلیل بھی قرآن و عترت سے لاتے ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (اپنی لغزش سے اگر کبھی ہو جائے اور مومن مرد و عورت کے گناہوں سے اللہ کی

سوم

احکام القرآن

از علامہ ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفیؒ
(المتوفی ۳۷۰ھ)

مترجم
مولانا عبدالقیوم

شریعہ اکیڈمی
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

کا ہاتھ ہے اور نیچے کا ہاتھ لینے والے کا ہاتھ ہے، اس لیے میں تم سے کوئی چیز طلب نہیں کروں گا۔ اور نہ وہ وظیفہ واپس کروں گا جو اللہ نے تمھارے ذریعہ مجھے رزق کے طور پر عطا کیا ہے۔ والسلام۔

حسن بصری، سعید بن جبیر اور شعبی، نیز تمام دیگر حضرات تابعین ان ظالموں سے اپنے وظائف وصول کرتے تھے۔ ان کی یہ وصولی اس بنا پر نہیں تھی کہ انھیں ان ظالموں سے لگاؤ تھا اور ان کی امامت کو درست سمجھتے تھے، بلکہ یہ حضرات اس بنا پر اپنے وظائف وصول کرتے تھے کہ وہ ان وظائف کو اپنا ایسا حق سمجھتے تھے جو فاجر قسم کے لوگوں کے ہاتھوں میں تھا۔ یہ حضرات از راہ موالات اور دوستی کس طرح یہ حقوق حاصل کر سکتے تھے جبکہ انھوں نے حجاج کے خلاف تلوار لے کر خروج کیا تھا۔ اس کے خلاف چار ہزار تابعین اور فقہا نے عبدالرحمٰن بن الاشعث کی ہمرکابی میں پہلے اہواز کے مقام پر جنگ کی تھی اور پھر بصرہ کے مقام پر اور اس کے بعد کوفہ کے قریب دریائے فرات کی جانب سے دیر جماجم کے مقام پر۔ انھوں نے عبدالملک بن مروان سے خلافت کی بیعت توڑ دی تھی۔ اس پر لعنت بھیجتے رہے تھے اور اس سے اپنی برأت کا اظہار کرتے تھے۔ حضرت معاویہؓ کے ساتھ بھی ان حضرات سے پہلے لوگوں کا یہی رویّہ تھا۔ جب حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت معاویہؓ تخت خلافت پر متمکن ہو گئے تھے۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ بھی اپنے وظائف وصول کرتے تھے اور اس زمانے کے صحابۂ کرام کا بھی یہی طریق کار تھا، حالانکہ یہ حضرات خلیفۂ وقت حضرت معاویہؓ سے موالات کا کوئی رشتہ نہیں رکھتے تھے، بلکہ ان سے اس طرح بیزاری کا اظہار کرتے تھے جس طرح حضرت علیؓ اپنی وفات تک ان سے بیزار رہے تھے، چنانچہ اس بنا پر ظالم حکمرانوں کی طرف سے عہدۂ قضا قبول کرنے اور ان سے اپنے وظائف وصول کرتے میں ایسی کسی دلالت کا وجود نہیں جس سے یہ ظاہر ہو کہ یہ حضرات ان ظالموں سے دوستی کا رشتہ رکھتے تھے اور ان کی امامت کے قائل تھے۔

بعض غبی قسم کے روافض نے قولِ باری (لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِينَ) سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی امامت کی تردید پر یہ کہہ کر استدلال کیا ہے کہ یہ دونوں حضرات زمانۂ جاہلیت میں حالت شرک کے اندر ظلم کیا کرتے تھے۔ ان کا یہ استدلال حد سے بڑھی جہالت پر مبنی ہے کیونکہ ظالم ہونے کا دھبہ صرف اس شخص کو لگتا ہے جو ظلم ڈھانے پر ڈٹا رہے۔ جو شخص ظلم کرنے سے تائب ہو جائے اس سے یہ دھبہ زائل ہو جاتا ہے اور پھر اس پر ظلم کرنے کا حکم عائد کرنا جائز نہیں

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

تاریخ ابن کثیر

شہرۂ آفاق عربی کتاب

البدایۃ والنہایۃ

کا اردو ترجمہ

جلد نمبر ۱۳

یہ حصہ ۵۸۹ھ سے ۶۹۷ھ تک کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے۔ اس میں بنوعباس کی حکومت کے زوال کی دردناک داستان کا بیان ہے کہ مسلمانوں کے باہمی اختلاف نے اس عظیم حکومت کی کیسے اینٹ سے اینٹ بجادی۔ علاوہ ازیں اعیان و مشاہیر اسلام کے حالات بھی مختصراً بیان کیے گئے ہیں۔

تصنیف ❁ علّامہ حافظ ابوالفدا عمادالدین ابن کثیر (۷۰۱ھ-۷۷۴ھ)

ترجمہ ❁ مولانا اختر فتح پوری

نفیس اکیڈمی
اردو بازار، کراچی

دوسرے باب کے ذیل میں بنی امیہ سب ناصبی تھے.پہلے معاویہ..

باب:

اور فاطمی متعداد میں تھے لیکن ان کی مدت دراز ہوئی اور ان کے بعد انہوں نے دو سو ساٹھ سال سے کچھ اوپر حکومت کی اور ان کا اول سات تھے اور ان کی تعداد چودہ تھی المہدی، القائم، المنصور اور المعز یعنی المعز جس نے قاہرہ کی بنیاد رکھی پھر العزیز جو عوام اور قوم کا حاکم تھا اور الظاہر، المستنصر اور المستعلی اور الآمر اور الحافظ اور الظافر اور الفائز اور سب سے آخر میں العاضد خلیفہ بنا اور اس کا کوئی انکار کرنے والا نہیں' وہ پانچ سو سال کے چند سالوں بعد ہلاک ہو گیا اور ان کی اصل یہود ہے اور وہ شریف الاصل نہیں' یہ سرکردہ ائمہ نے فتویٰ دیا ہے' اللہ کے دین کے مددگار اس امت سے ہوں گے۔

باب:

اسی طرح خلفائے بنوامیہ کا حال ہے ان کی تعداد رافضیہ کی تعداد کی مانند ہے' لیکن ان کی مدت سو سال سے کم ہے اور امام عمر متقی کے سوا وہ سب ناصبی تھے پہلے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پھر آپ کا بیٹا یزید پھر آپ کا پوتا معاویہ جو راست رو تھا' پھر مروان پھر اس کا بیٹا عبدالملک' جو ابن زبیر کا ان کی وفات تک مقابلہ کرتا رہا' پھر وہ آپ کے بعد بقیہ علاقے میں خودمختار بادشاہ بن گیا' پھر شریف الاصل ولید جو جامع کا بانی ہے جس کی مانند کوئی جامع نہیں' پھر سخی سلیمان اور عمر' پھر یزید ہشام اور عہد شکن یعنی ولید بن یزید فاسق پھر یزید بن ولید جس کا لقب ناقص تھا' حالانکہ وہ کامل تھا' پھر ابراہیم جو عقلمند تھا' پھر مروان الحمار الجعدی' یہ ان کا آخری خلیفہ ہے اور تکمیل پر اللہ کا شکر ہے اسی طرح انعام ہم پر ہم اس کا شکر ادا کرتے ہیں' پھر عدد کی تکمیل کے مطابق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہو اور آپ کے آل واصحاب پر دیگر اوقات واعصار میں بھی درود ہو' یہ اشعار کاتب نے نظم کیے ہیں اور آٹھ مناقب کا تتمہ ہے۔

اور خلیفہ کے ساتھ قتل ہونے والوں میں دمشق میں الجوزیہ کا وقف کرنے والا استاد دارالخلافت محی الدین یوسف بن الشیخ جمال الدین ابوالفرج الجوزی' عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن محمد بن علی بن عبیداللہ بن حماد بن احمد بن جعفر بن عبداللہ بن القاسم بن النضر بن محمد بن ابی بکر الصدیق القرشی التیمی' البکری' البغدادی الحنبلی المعروف بابن الجوزی بھی شامل تھا۔

آپ ذوالقعدہ ۵۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور پروان چڑھ کر خوبصورت جوان بنے اور جب آپ کا باپ فوت ہوا تو آپ نے اس کی جگہ پر بہت اچھا وعظ کیا' پھر آپ ہمیشہ ہی مناصب دنیا میں متقدم رہے اور آپ اچھے وعظ اور اچھے اشعار کے ساتھ بغداد کے محتسب بھی بنے' پھر آپ نے ۶۳۲ھ میں المستنصر یہ میں حنابلہ کی تدریس کا کام سنبھالا اور آپ اور بھی تدریس کراتے تھے' اور آپ نے دارالخلافۃ کے استاد کا کام بھی سنبھالا' اور آپ بنی ایوب وغیرہ خلفاء کی طرف سے ملوک کے ایلچی تھے اور آپ کی جگہ آپ کا بیٹا عبدالرحمٰن احتساب اور وعظ کے لیے کھڑا ہوا' پھر احتساب اس کے تین بیٹوں عبدالرحمٰن' عبداللہ اور عبدالکریم میں منتقل ہو گیا' اور یہ بھی اس کے ساتھ قتل ہو گئے۔ رحمہم اللہ

اور یہ محی الدین احمد کے مذہب کا مصنف ہے۔ اور ابن الساعی نے آپ کے اچھے اشعار بیان کیے ہیں' جن میں وہ اجتماعات اور اعیاد میں خلیفہ کو مبارکباد پیش کرتا ہے' جو فضیلت وفصاحت پر دلالت کرتے ہیں اور اس نے دمشق میں الجوزیہ کو وقف کیا اور یہ بہترین مدارس میں سے ہے' اللہ اسے قبول فرمائے۔